ماہنامہ لاہور
نعت
سندھ کے نعت گو

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۱۳ — دسمبر 2000 — شمارہ ۱۲

سندھ کے نعت گو

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوھدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر، اظہر محمود

مینیجر: اختر محمود

قیمت ۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر

خطاط: منظر رقم

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید، بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ

لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۷۴۶۳۶۸۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت میں استعمال ہونے والے خیالات پھولوں کی مانند ہیں۔ جس طرح پھولوں سے چمن سج جاتا ہے اسی طرح نعتیں دواوین کی رونق ہوتی ہیں۔

غرور کے تناور درختوں پر پھول نہیں لگتے اور پراگندہ خیالات کی خاردار جھاڑیاں گل بداماں نہیں ہوتیں۔ پھول ہمیشہ عجز وانکسار کے پودوں اور نازک نازک بیلوں کو زینت بخشتے ہیں۔ نعتوں کے لیے بھی عاجزی وانکساری کا ماحول' پاکیزہ خیالات کی صبا' سچے جذبوں کی کھاد' عقیدت کے آنسوؤں کی شبنم اور چاہت کی زرخیز زمین درکار ہوتی ہے۔

پھول انواع واقسام کے ہوتے ہیں۔ ہر پھول اپنے رنگ اور شکل میں دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ کسی میں خوشبو کم اور کسی میں زیادہ ہوتی ہے۔ رنگوں کا تنوع الگ بہار دکھاتا ہے۔ اسی طرح کچھ نعتیں محاسن شعری کے اعتبار سے' کچھ خیالات وجذبات کی رنگارنگی کے باعث' اور کچھ اپنی سلاست کی وجہ سے دوسری نعتوں سے الگ حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر نعت اپنی الگ خوشبو بکھیرتی اور انفرادیت کا علم لہراتی ہے۔

اس بار سندھ کے صحرا میں پھول کھلے ہیں اور گلدستے کی صورت میں بارگاہ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پیش کیے جارہے ہیں۔

(ش-ک)

سندھ کے نعت گو

شاکر کنڈان

موضع کنڈان کلاں۔ تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا

فہرست

حضرت لعل شہباز قلندر	۶	عبدالحکیم عطا	۷
میر حیدر علی کامل ٹھٹھوی	۸	حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی	۹
سچل سرمست	۱۰	میر غلام علی مائل	۱۱
جمل فقیر لغاری	۱۲	میرزا فتح علی بیگ فتح	۱۳
نواب اللہ داد خان لغاری	۱۴	فضل محمد قائم	۱۵
غلام محمد شاہ گدا	۱۶	شمس الحسین بلبل	۱۸
مرزا قلیچ بیگ	۱۹	آسورام	۲۰
ضیا پرسرام	۲۱	حمید عظیم آبادی	۲۲
سید ریاض الحسن نیر	۲۳	عبدالشکور کمبل پوش اکبرآبادی	۲۴
ابوالرضا شاہ محمد عمر رضا رومی	۲۶	ابراہیم خلیل	۲۷
سید اختر الحامدی	۲۸	عطا صدیقی	۳۰
سالک عزیزی	۳۱	مفتی خلیل خان خلیل	۳۲
اختر انصاری اکبرآبادی	۳۳	مقبول الوری	۳۴
ادب گلشن آبادی	۳۵	بسمل آغائی	۳۶
درد اسعدی	۳۷	سید حبیب نقشبندی	۳۸
نور ساگری	۳۹	کاوش اناوی	۴۰
پیکر اکبرآبادی	۴۱	برگ یوسفی	۴۲
حضور احمد سلیم	۴۳	شہیر نجمی	۴۴
رونق جودھپوری	۴۵	خادمی اجمیری	۴۶
عزیز دانش امدادی	۴۷	بے تاب	۴۸
طیب موہانی	۴۹	نور شیرانی	۵۰
تاج قائم فانی	۵۱	ادریس شمیم	۵۲
ضامن حسنی	۵۳	حسرت اسعدی	۵۴

بیگم قمر القادری	۵۵	خلش مظفر	۵۶
ارتضا عزمی	۵۷	عارف رحمانی	۵۸
ظافر تشنہ	۵۹	شعلہ بدایونی	۶۰
عزیز وارثی	۶۱	انور فاخرہ انوری	۶۲
منصور اجمیری	۶۳	پروفیسر عنایت علی خان	۶۴
ضیاالحق قاسمی	۶۵	مظفر ہاشمی	۶۶
بدر ساگری	۶۷	عادل رضوی	۶۸
مقبول شارب	۶۹	سردار مضطر	۷۰
ماہر اجمیری	۷۱	زاہد رائلوی	۷۲
سید کاظم رضا	۷۴	عتیق احمد	۷۵
شبیر انصاری	۷۶	وجاہت شوقی	۷۷
رانا بھگوان داس بھگوان	۷۸	ساگر اسعدی	۸۰
سردار بانو	۸۱	انیس احمد نوری	۸۲
صابر بن ذوقی	۸۳	صابر وسیم	۸۴
راحت عارفی	۸۵	ثروت حسین	۸۶
احمد ضیا	۸۷	جمیل احمد خان	۸۸
پیرزادہ عابد حسین شاہ	۸۹	عبدالقادر تاباں	۹۰
حافظ احمد میاں برکاتی	۹۱	محسن شاہ	۹۲
نجمہ ناہید نجمی	۹۳	سعید احمد قائم فانی	۹۴
محمود غزنوی	۹۵	نجمہ قریشی	۹۶
رعنا ناہید رعنا	۹۷	اختر اسعدی	۹۸
عارف کمال	۹۹	قاسم رحمان	۱۰۰
انور تبسم اسعدی	۱۰۱	قدر القادری	۱۰۲
جاوید شیخ	۱۰۳	ذوالفقار دانش	۱۰۴
نوید سروش	۱۰۵	اخبارِ نعت	۱۰۹

آں شاہِ دو عالم عربی محمد ﷺ است
مقصود بود آدم عربی محمد ﷺ است
صد شکر آں خدائے پشت و پناہ خلق
شاہنشاہِ مکرم عربی محمد ﷺ است
ما را ز جرم حال پریشاں ولے چہ غم
چوں پیشوائے عالم عربی محمد ﷺ است
مارا چہ غم بود کہ چنیں سایہ بر سر است
غم خوارِ حالِ زارم عربی محمد ﷺ است
ختمِ رسل، چراغِ رہِ دین و نورِ حق
آں رحمتِ دو عالم عربی محمد ﷺ است
آں سرورِ خلائق و آں رہنمائے دیں
آں صدر و بدرِ عالم عربی محمد ﷺ است
عثماںؔ چوں شد غلامِ نبی ﷺ و چہار یارؓ
امیدش از مکارم عربی محمد ﷺ است

حضرت لعل شہباز قلندرؒ

حضرت شیخ عثمان مروندی المعروف بہ لعل شہباز قلندرؒ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے اکابر اسلام اور مشائخِ عظام میں ہوتا ہے۔ آپ جس پایہ کے صاحبِ علم و فضل اور صاحبِ تصوّف و معرفت تھے، اسی پایہ کے معلم و مقرر اور ادیب و شاعر تھے۔ عربی و فارسی علوم و ادبیات پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ حضرت لعل شہبازؒ ۵۷۳ھ/ ۱۱۷۷ء میں بمقام مروند پیدا ہوئے۔ لقب سیف اللسان، شمس الدین، مخدوم و مہدی تھا۔ عثمانؔ اور شہبازؔ تخلص کرتے تھے۔ ساری زندگی تعلیم و تبلیغ میں گزار دی۔ اُن مشائخِ دین میں سے تھے جنھوں نے پیہم عمل، مسلسل جدوجہد اور متواتر عزم و استقلال کا پیغام دیا۔ ان کا سارا کلام حمد و نعت، منقبت اور تصوف کے رنگ میں ہے۔ ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء میں سیوہن میں وفات پائی۔ مزارِ مقدس مرجعِ خلائق ہے۔ (۳۷)

محمد ﷺ آیتِ نور، علیٰ نور
محمد ﷺ طغرۂ ایں فیض منشور
محمد ﷺ خیرِ خلق و حسنِ ایں باغ
محمد ﷺ نو بہارِ باغ مازاغ
محمد ﷺ مقصدِ طٰہٰ و یٰسٓ
محمد ﷺ مطلعِ والشّمس زویش
محمد ﷺ مشعرِ واللّیل مویش
محمد ﷺ سیّد و سرخیلِ ابرار
محمد ﷺ سرورِ احرار و انصار
امام الانبیاء در بیت اقصا
رُسُل را مقتدا ملجا و منجا (۱۰)

عبدالحکیم عطاؔ

عبدالحکیم عطاؔ کے دادا محمد عہد ترخان میں ٹھٹھہ میں آئے۔ والد کی بیس اولادیں ہوئیں لیکن کوئی بھی زندہ نہیں رہتا تھا۔ ساٹھ ستر کی عمر میں پہنچ کر اُن کی اولاد زندہ رہنے لگی۔ عطا کی عمر ۹ یا ۱۰ سال کی تھی کہ والد فوت ہو گئے۔ یہ اور ان کی ایک بہن یتیم و مفلس رہ گئے۔ ۱۰۷۷ء میں ۳۰ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ یوں پیدائش کے سن کا اندازہ ۱۰۴۷ھ لگایا جا سکتا ہے۔ سالِ وفات بھی متعین نہیں لیکن آخری قطعہ ۱۱۳۵ھ میں لکھا۔ اسی قطعے کی نسبت سے ان کا سالِ وفات ۱۱۳۷ھ بتایا جاتا ہے۔ اور یہ سالِ وفات بھی اسی قطعے سے اخذ کیا گیا ہے۔ عطاؔ کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ہشت بہشت الگ مثنویاں ہیں۔ انھوں نے ہندوستان کا سفر بھی کیا۔ اُس وقت عمر قریباً ۳۰ اور ۴۰ کے درمیان تھی۔ (۱۰)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دے مجھے ساز بخش سامانم
رحم کن رحم از غلامانم
پا شکستہ فتادہ ام در چاہ
میں برا ہوں مجھے اٹھا یا شاہ ﷺ
صد ہزاراں درودؐ سو تسلیم
رسد از من بہ تو بصد تعظیم (۳۷)

میر حیدر علی کاملؔ ٹھٹھوی

نام حیدر الدین، کنیت ابوتراب، تخلّص کامل، ٹھٹھہ کے مشہور خانوادہ امیر خانی سادات کے چشم و چراغ تھے۔ والد کا نام میر رضی الدین خان تھا۔ تاریخِ پیدائش کا صحیح پتا نہیں چلتا۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے ۱۱۰۰ھ لکھی ہے۔ (۲۳)

کاملؔ ٹھٹھوی ایک بلند پایہ ادیب اور شاعر تھے۔ سندھی، اُردو اور فارسی کے صاحبِ دیوان تھے۔ میر شیر علی قانع لکھتے ہیں کہ میر کامل نے اپنے کلام کے دس ضخیم مسودے تیار کیے (۲۳)۔ نعت گوئی میں بھی یدِطولیٰ رکھتے تھے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے (۳۷)۔ کاملؔ نے ۱۱۶۵ھ/ ۱۷۵۰ء میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا (۲۳)۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر اللہ پر رکھتے ہو ایماں
رسول اللہ ﷺ سے بھی لو لگاؤ
سمائے جس میں ان دونوں کا سودا
کسی در پر نہ اس سر کو جھکاؤ
جنہوں نے دل سے اس یکتا کو مانا
محمد ﷺ کو بصدِ اخلاص جانا
نہ ان کو کوئی گمراہی کا خطرہ
نہ ان سے دور ہے ان کا ٹھکانا
نجات اس کی ہو گی غمِ دو جہاں سے
کرے گا وہ جس کے لیے بھی اشارہ
لطیفؔ اس کا لطف و کرم جاوداں ہے۔
دو عالم کو جس نے نکھارا سنوارا (۴۷)۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

درج بالا نعت شاہ بھٹائیؒ کے مجموعۂ کلام ''شاہ جو رسالو'' سے لی گئی ہے جس کا ترجمہ پروفیسر آفاق صدیقی نے کیا ہے۔

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۸۹ء میں ہالہ حویلی (حیدرآباد) میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے جا کر ملتا ہے۔ ۵۶ برس کی عمر میں ہالہ حویلی کو خیرباد کہا اور بھٹ شاہ میں جا کر آباد ہوئے۔ والد کا نام سید حبیب تھا۔ کلام مریدوں نے یکجا کر کے ''شاہ جو رسالو'' کے نام سے شائع کرایا ہے۔ حضرت نے بھٹ شاہ میں ایک موسیقی کا ادارہ بھی قائم کیا تھا۔

حضرت شاہ عبداللطیفؒ نے ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء میں وفات پائی۔ بھٹ شاہ میں اُن کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔ ۱۴ صفر کو ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔ (۲۶)

مری آنکھوں نے اے دلبر عجب اَسرار دیکھا ہے
میانِ ابر اس خورشید کا انوار دیکھا ہے
جلایا طورِ سینا کو تھا جس نورِ تجلّی نے
ترے کوچے میں اس انوار کا اظہار دیکھا ہے
مرا تو کام تھا اس ہادی و رہبر کی صورت سے
اُسی صورت کا میں نے ہر جگہ دیدار دیکھا ہے
برابر ہیں بہر جا جس طرح سورج کی یہ کرنیں
بہر منظر اسی انداز سے انظار دیکھا ہے
کنارہ تھا نہ جس کا، تو سچلؔ اس بحر میں آیا
نگوں سر اس میں ہر اک طالب دیدار دیکھا ہے

سچلؔ سرمستؒ

نام عبدالوہاب، عرف سچے ڈنہ اور سچلؔ تخلص تھا۔ ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء کو وادی مہران ضلع خیر پور کے ایک گاؤں درازا میں پیدا ہوئے۔ سچلؔ ابھی چھے برس کے ہی تھے کہ اُن کے والد صلاح الدین فاروقی کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے چچا خواجہ عبدالحق کی زیرِ سرپرستی آ گئے۔ ابتدائی تعلیم ہالہ کے مشہور عالمِ دین حافظ عبداللہ قریشی صدیقی سے حاصل کی۔ انھی سے شرفِ بیعت حاصل کر کے تصوف ومعرفت کے رموز سے آگاہ ہوئے۔

سچلؔ سرمستؒ فارسی زبان میں آشکار اور فدائیؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کا فارسی مثنویوں کا دیوان ''دیوانِ آشکار'' کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ سندھی اور سرائیکی زبانوں میں بہت بڑا ذخیرہ نعتوں اور کافیوں پر مشتمل ہے۔ جناب سچل سائیںؒ نے نوّے سال کی عمر میں ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء کو وفات پائی۔ اور اپنے گاؤں درازا ہی میں دفن ہوئے (۶)۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے صبا جا درِ مصطفیٰ ﷺ کہٗ سلام
اس سراپا نور ذاتِ کبریا کوں کہٗ سلام
آفتابِ روحِ دیں بدر الدجیٰ ﷺ کوں کہ سلام
نورِ مجمل حضرتِ نور الہدیٰ ﷺ کوں کہ سلام
اے صبا بعد از سلام آلِ رسولِ مقتداء ﷺ
جا شتابی در حریمِ حضرتِ خیر النساءؓ
از ادب استادہ با صد زاری و صد التجا
بضعہِ ذاتِ رسولِ مقتدا ﷺ کوں کہٗ سلام (۴۴)

میر غلام علی مائلؔ

میر غلام علی المتخلّص بہ مائلؔ سندھ کے مشہور مؤرّخ، شاعر اور مصنف میر علی شیر قانعؔ کے ہونہار فرزند تھے۔ ۱۱۸۱ھ میں ٹھٹھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا میر ضیاء الدین ضیاؔء اور چچا زاد بھائی میر عظیم الدین کی صحبت سے فیض پایا۔ ان کے علاوہ میر کرم علی خان نے انہیں خاص طور پر نوازا۔

مائل فارسی زبان کے پُرگو شاعر تھے۔ سندھی میں بھی بہت لکھا۔ اور اُردو میں بھی کلام موجود ہے۔ ۱۹ ذی الحجہ ۱۲۵۱ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ کلیات کا مجموعہ ''کلیاتِ مائلؔ''، سندھی ادبی بورڈ نے شائع کیا ہے (۲۳)۔

ذات احمد ﷺ دی سمجھ خدا

باطن ظہور وجود

اول آخر نور شہود

تینوں اسماء صفات جمال

خواہ جمال خواہ جلال

سمجھ حقیقت احمد ﷺ نام

اصل حقیقتِ احمد ﷺ جان

نور وجود آہی ظاہر نور

اول آخر نور قدیم

آہے احمد ﷺ بلا میم

عالم مطلق موجود جمالی

موجود اول ہے احمد ﷺ عالی (۴۳)

جمل فقیر لغاری

جمل خان بن رحیم خان لغاری بلوچوں کے ''سیر کانی'' قبیلے کے چشم و چراغ تھے۔ اُن کی ولادت ریاست خیر پور میں اُن کے آبائی گاؤں میں ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۰۹ء کے لگ بھگ ہوئی۔ فارسی میں تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے بعد میں متصل گاؤں ''میر خان لغاری'' (موجودہ تعلقہ سکرنڈ ضلع نواب شاہ) میں دائمی سکونت اختیار کی۔ یہیں ایک مکتب کی بنیاد ڈالی اور درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ جمل خان لغاری سندھی اور پنجابی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ اُردو میں بھی اشعار کہے لیکن بہت کم کلام دستیاب ہو سکا۔

جمل فقیر نے ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء میں وفات پائی اور اپنے گاؤں میں دفن ہوئے۔ کلام ''کلیاتِ جمل'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے (۲۳)۔

کس درجہ یہ ہشیار ہیں رندانِ محمد ﷺ

پیتے ہیں فقط بادۂ عرفانِ محمد ﷺ

کیا نشہ ہے واللہ مئے حُبِ نبی ﷺ کا

پی کر ہوئے ذی ہوش یہ مستانِ محمد ﷺ

مقدور کہاں ہے کہ لکھوں نعتِ نبی ﷺ میں

خلّاقِ محمد ﷺ ہے ثنا خوانِ محمد ﷺ

معراج میں اللہ کے مہمان بنے وہ

اللہ ہو کب دیکھئے مہمانِ محمد ﷺ

کونین کے بدلے نہ خریدوں کوئی سایہ

کافی ہے مجھے سایۂ دامانِ محمد ﷺ

آئے ہیں زیارت کو ملک عرشِ بریں سے

اے صلِ علیٰ عظمتِ ایوانِ محمد ﷺ

سلطانیِ عالم درِ حضرت ﷺ پہ گدائی

رتبے میں سلیمان ہے سلمانِ محمد ﷺ (۲۳)

میرزا فتح علی بیگ فتحؔ

میرزا فتح علی بیگ ولد میرزا مراد علی بیگ، محلّہ ''ٹنڈو آغا'' شہر حیدر آباد کے رہنے والے تھے۔ وہ ۱۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔

میرزا فتح علی بیگ کا کلام چار اصنافِ سُخن پر مشتمل ہے۔ سندھی رباعیات، سندھی کلام، مرثیہ اور سندھی قصائد، اُردو میں سلام اور نوحے بھی کہتے تھے اور امیرانِ سندھ کی مجالسِ عزا کے خاص مرثیہ خواں تھے۔ میرزا صاحب کے کلام کا ایک قلمی نسخہ اُن کے خاندان میں محفوظ ہے (۲۳)۔

پہلے کہوں نامِ خدا
جو ہے خدا سب سے بڑا
شب و روز ہے جس کی ثنا
میری زبان سے ماجرا
مجھ کو خدا و مصطفیٰ ﷺ
ہیں دو جہاں میں آسرا
مہ کیا اس مکھ سے ملے
گل کیا اس گل سے رلے
قرآں صفت اس کی بلے
جوں ہار ہے اس کی گلے
مجھ کو خدا و مصطفیٰ ﷺ
ہیں دو جہاں میں آسرا

نواب اللہ داد خان لغاری

اللہ داد خان نام، لغاری قومیت اور صوفی تخلص کرتے تھے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۳ء کو نواب محمد خان لغاری کے ہاں پیدا ہوئے۔ فارسی میں اعلیٰ تعلیم پائی۔ کم سنی میں ہی میر نصیر خان تالپور کے ملازم ہوئے۔ انگریزوں نے جب سندھ پر قبضہ کیا تو یہ بھی متأثر ہوئے اور دو سال کس مپرسی کے عالم میں گزارے۔ بعد ازاں انگریزوں کی ملازمت اختیار کر لی اور مختارِ کار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ فارسی، اردو اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ فارسی کے صاحبِ دیوان تھے۔ اس کے علاوہ قصہ تسکین وشیدا (مثنوی)، مثنوی اصغر اور مثنوی مسکین فارسی میں لکھیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کوٹ لاشاری تعلقہ سیوہن شریف میں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۱۸ محرم الحرام ۱۳۰۰ھ/ ۳۰ نومبر ۱۸۸۴ء کو وفات پائی (۲۳)۔

یا رسولِ ﷺ خدا امامِ امم! — مہتر و بہتر از ہمہ عالم
بادشاہِ عرب امیر عجم — سندھ میں ہوں میں بادلِ پرُنم
پھر مدینے مجھے منگاؤ تم — پھر بھی مکہ مجھے دکھاؤ تم
یا نبی ﷺ تم ہو سیدِ ثقلین — یا نبی ﷺ تم ہو مقصدِ کونین
یا نبی ﷺ تم ہو صاحبِ حرمین — یا نبی ﷺ بہر حضرتِ حسنینؑ
پھر مدینے مجھے منگاؤ تم — پھر بھی مکہ مجھے دکھاؤ تم
یا رسولِ ﷺ خدا شہِ دوجہاں — مہبطِ وحی و صاحبِ قرآں
قبلۂ دین و کعبہ ایماں — میر مقدادؓ، مالکِ سلمانؓ
پھر مدینے مجھے منگاؤ تم — پھر بھی مکہ مجھے دکھاؤ تم

فضل محمد ماتم

فضل محمد حیدر آبادی، فضل محمد طبیب حیدر آبادی اور فضل محمد عباسی کے نام سے مشہور تھے۔ ماتم تخلص تھا۔ فضل محمد ۱۲۳۰ھ/ ۱۵-۱۸۱۴ء کو "مائی ماھن جوٹنڈو" (موجودہ شہر حیدر آباد میں شامل) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد خان تھا۔

مکتبی تعلیم کے بعد ثانوی سطح کی معیاری فارسی تعلیم پائی اور ساتھ ہی طب کی تعلیم حاصل کی۔ حجِ بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ انھوں نے طب ہی کو پیشہ کے طور پر اپنایا۔ کوٹری میں مطب کیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں وہیں بیمار ہوئے تو ان کے فرزند انھیں ہٹڑی میں لے آئے جہاں ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۷ء کے لگ بھگ وفات پائی۔

فضل محمد ماتم اُردو کے صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ سندھی اور فارسی میں بھی طبع آزمائی کی۔ جو شاید کتابی صورت میں علیحدہ طور پر منظرِ عام پر نہیں آسکی (۲۰)۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ختم ہے تجھ پہ نبوّت اے شہِ مُطّلبی ﷺ
تیرے محتاج ہیں شاہ اور گدا، شیخ و نبی
ہے مجھے تیری ثنا سے صفائے قلبی
''مرحبا سیّدِ مکّی، مدنی العربی ﷺ
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی''

سیّدا مجھ کو تری ذاتِ مقدس کی قسم
واسطے تیرے ہے ارض و سما لوح و قلم
نور تیرے سے منور ہوئے دونوں عالم
''مَن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی''

واہ کیا تیرے مراتب ہیں شہِ صلِ علیٰ
شان میں تیری کہا حق نے ہے ''لَوْلَاکَ لَمَا''
مجھ میں طاقت نہیں، تیری جو کروں مدح و ثنا
''نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالمِ آدم تو چہ عالی نسبی''

اے دُرِ بحرِ رسالت شہِ محمود مقام
حور و غلمان و ملک تیرے ہیں خدّام و غلام
ابرِ رحمت ہے برستا ترا ہر صبح چہ شام
''وہ نخلِ بستانِ مدینہ زِ تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی''

اے شہِ کون و مکاں صاحبِ صد گونہ کرم ﷺ

شافعِ روزِ جزا، مہرِ عرب، ماہِ عجم ﷺ
عفو کر دے مرے عصیاں کو ز الطاف و کرم
''نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی''

شافعِ شاہ و گدا نامِ خدا تیری ذات
ہے کہاں مجھ میں وہ طاقت جو کروں تیری صفات
جب کہیں تجھ سے نبی اور ولیؒ مل کے یہ بات
''ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی''

ذاتِ اطہر سے شفا خواہ ہمہ پیر و نبی
ہے شفاعت کی قبا جسمِ مطہر پہ پھبی
مثل قدسی کے ہے کہتا یہ گدا تشنہ لبی
''سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی''

غلام محمد شاہ گدا

سید غلام محمد شاہ قادری نام اور گدا تخلص تھا۔ ایک جلیل القدر صوفی اور عظیم المرتبت شاعر تھے۔ ۱۲۵۳ھ میں سید حسن علی شاہ کے ہاں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان مشہدی سادات میں سے تھے۔ قرآنِ مجید اور سندھی کی ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی اخوند احمد بن عبدالعلیم ہالائی سے فارسی، اُردو اور علومِ دین کی تکمیل کی۔ عربی کی بنیادی تعلیم حافظ حاجی حکیم قاضی سید اسد اللہ شاہ فدائی سے حاصل کی جو کئی عربی اور فارسی کتب کے مصنف تھے۔ شاہ گدا نے تلاشِ حق میں برطانوی ہندوستان کے علاوہ کئی اسلامی ممالک کی سیاحت کی۔ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے۔ فارسی، اُردو اور سندھی میں شعر کہتے تھے۔ ''کلیاتِ گدا'' مجموعہ کلام ہے، جس میں تینوں زبانوں کے اشعار شامل ہیں۔ سید غلام محمد گدا نے ۴ ذیقعد ۱۳۲۲ھ/ ۱۱ جنوری ۱۹۰۵ء کو حیدر آباد میں وفات پائی (۳۲)۔

ہے میرے دل کی تمنا کہ مدینہ دیکھوں
خاتمِ ختمِ رسالت کا نگینہ دیکھوں
در پہ سنگ ہائے حرم، ساتھ زمیں پر سو کر
جیتے جی رفعِ سماوات کا زینہ دیکھوں
کنکریاں آنکھ کی پلکوں سے رکھوں چن چن کر
خاکروبی سے خدائی کا خزینہ دیکھوں
گلشن کوئے حرم میں ہو مزارِ بلبلؔ
آرزو ہے کہ وہاں اپنے دفینہ دیکھوں (۳۱)

شمس الدین بلبلؔ

سندھ کے نامور عالم، مفکر، شاعر، ادیب، صحافی اور مزاح نگار شمس الدین بلبلؔ جنہیں بلبلِ سندھ اور ملک الشعراء کے القابات سے نوازا گیا۔ ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۵۷ء میں میٹھر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم وتربیت والد بہادر خان جو میٹھر ضلع دادو کے زمیندار تھے، کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ انھوں نے عربی، فارسی، سندھی اور اُردو کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۷۲ء میں داروغہ کے عہدے پر فائز ہوئے لیکن یہ سرکاری نوکری آپ کے مزاج کے خلاف تھی لہٰذا ترک کر دی اور علمی، ادبی اور صحافتی مصروفیات پر پوری توجہ دینے لگے۔ انھوں نے عربی، فارسی، سندھی اور اُردو میں تصوّف، تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، مناظرہ، شعر وعروض، لغتِ معانی، سیاست اور تاریخ پر تیس کے لگ بھگ کتب لکھیں۔

شمس الدین بلبلؔ نے ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں وفات پائی (۳۷)۔

ترے عشق کو میں سدا چاہتا ہوں
محبت تری جابجا چاہتا ہوں
نہ شاہی وزیری سے مطلب ہے میرا
ترے در پہ ہونا گدا چاہتا ہوں
نسیمِ بہشتی نہ بھائی ہے دل کو
میں تیری گلی کی ہوا چاہتا ہوں (۴۳)

مرزا قلیچ بیگ

خان بہادر مرزا قلیچ بیگ سندھی، عربی، انگریزی، اُردو، بلوچی، ترکی، پنجابی اور فارسی زبانوں کے ماہر تھے۔

۴۔ اکتوبر ۱۸۵۳ء کو بستی ٹنڈو ٹھورو میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرزا فریدون بیگ تھا جن کا تعلّق جارجیا، گرجستان کے شہر تفلس سے تھا۔

مرزا قلیچ بیگ نے بمبئی کے الفنسٹن کالج سے تعلیم پائی۔ ۱۹۰۶ء میں حکومتِ ہند کی طرف سے قیصرِ ہند میڈل دیا گیا۔ انھیں خیر پور کی حکومت نے وزارت کی پیشکش کی جسے انھوں نے قبول نہیں کیا۔ ۱۹۲۶ء میں ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں شمس العلماء کا خطاب دیا گیا۔ انھیں سندھ کے حوالے سے سندھ کا شیکسپئر، سندھ کا سعدی وعمر خیام، کہتے ہیں۔ مرزا قلیچ نے ۳ جولائی ۱۹۲۹ء کو حیدرآباد میں وفات پائی (۲۵)۔

طلب اندر میں رکھ مومن
سدا اللہ اکبر کی
سمجھ کر اپنے من مارے
نہ جا غیروں کے اوتارے
پڑھیں صلوٰۃ کو سارے
رسول اللہ پیمبر ﷺ کی
ہٹا دل سے ملتے کو
بچا دنیا سے اپنے کو
پڑھے جو قلب کلمے کو
اسے کیا فکر محشر کی
کہے آسوؔ برائی سے
چھڑا لیں گے بھلائی سے
لگن ہے حق نمائی سے
رسول اللہ ﷺ انور کی(۸)

آسوؔ رام

آسورام انیسویں صدی کے وسط یعنی ۱۸۵۴ء میں پیدا ہوئے۔ وہ مرزا قلیچ بیگ، محمد ہاشم مخلص، مولانا تاج محمد امروٹی، اور شمس الدین بلبلؔ جیسے ممتاز شعراء کے ہم عصر تھے۔ اُن کے والد کا نام ڈانڈ رمل تھا۔ جو ہالا قدیم کے رہنے والے تھے(۸)۔

آسورام نے صرف سندھی زبان میں شاعری کی ہے۔ جس میں نعتِ رسولِ مقبول ﷺ بھی کہی ہے۔ ایک ہندو کا یہ نذرانہ عقیدت قابلِ ستائش ہے۔ درجِ بالا نعت پروفیسر آفاق صدیقی نے منظوم اُردو زبان میں ڈھالی ہے۔

کاش مجھ کو شہِ طیبہ ﷺ سے محبت ہوجائے
زندگی میری مِرے واسطے جنت ہو جائے
زلفِ خمدارِ محمد ﷺ کا ہو دل دیوانہ
بس یہ دیوانگیِ دل ہی غنیمت ہو جائے
میں گنہگار بڑا اور خطائیں بے حد
کچھ تو میری بھی قیامت میں شفاعت ہو جائے
جنسِ دل اپنی محمد ﷺ کو مَیں دینا چاہوں
میری خوش بختی کہ اس کی کوئی قیمت ہو جائے
خود میں ایسا بھی اثر رکھ کوئی جذبِ الفت
جس سے اُمید کے بر آنے کی صورت ہو جائے
آرزو ہے کہ ترا قائلِ فرماں بن جاؤں
تیرے فرمان پہ چلنے کی بھی طاقت ہو جائے

ضیاؔ پرسرام

پرسرام ضیاؔ کی پیدائش ۱۸۹۵ء میں ہوئی۔ وہ سندھ کے مشہور شہر نواب شاہ کے باشندہ تھے۔ اس کے والد کا نام ہیرانند سچانندانی تھا۔ پرسرام ضیا جمعیت الشعرائے سندھ کے مشاعروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اُن کی نعتیہ سندھی شاعری میں عقیدت و احترام اور پاکیزگی جذبات کا عالم وہی ہے جو بیشتر مسلم نعت گو شعراء کے کلام میں ملتا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں اُن کا انتقال ہوا(۸)۔ اوپر دی گئی نعت ضیاؔ پرسرام کی سندھی نعت کا ترجمہ ہے جسے پروفیسر آفاق صدیقی نے پیش کیا ہے۔

چارۂ دردِ لا دوا تم ہو
بے سہاروں کا آسرا تم ہو

دل کی دنیا نثار قدموں پر
جانِ پامالِ مدعا تم ہو

کیوں امیدوں کا کارواں بھٹکے
خضرِ منزل ہو، رہنما تم ہو

عرش پر بھی چراغ تم سے جلا
شمعِ کاشانۂ شفا تم ہو

ہو حمیدؔ حزیں پہ چشمِ کرم
غم بھرے دل کا مدعا تم ہو

حمیدؔ عظیم آبادی

عبدالحمید ۱۸۹۶ء میں عظیم آباد (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بہترین سپورٹس مین تھے۔ شاعری میں پہلے مبارکؔ عظیم آبادی اور پھر شادؔ عظیم آبادی سے تلمذ حاصل رہا۔ فنِ عروض پر کامل دسترس حاصل تھی۔ اس پر انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً جامع العروض، رمز العروض، اور مفتاح العروض وغیرہ۔ ایک کتاب ''بہار میں اردو'' بھی تالیف کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد سکھر میں آباد ہو گئے اور ایک رسالہ ''جامِ جم'' نکالا۔ ۱۹۶۳ء میں رشتہ داروں سے ملنے عظیم آباد گئے اور وہیں انتقال ہوا (۴۴)۔

ہے ہاشمی و مُطّلبی ان کی ذاتِ پاک
مشہور کُن فکاں ہے شرافت رسول ﷺ کی

محسوس سے مُبرّا ہے، معقول سے ہے پاک
ادراک سے ورا ہے حقیقت رسول ﷺ کی

آزاد نار سے ہیں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ
آغوش میں لیئے ہیں شفاعت رسول ﷺ کی

سو جاں سے ہوں میں گنبدِ خضرا ترے نثار
تو عرش ہے کہ تجھ میں ہے تربت رسول ﷺ کی

میں نقدِ جاں کو وار دوں نیّرؔ ہزار بار
حاصل ہو یونہی کاش زیارت رسول ﷺ کی (۶۷)

سید ریاض الحسن نیّرؔ

مفتئ اعظم سندھ سید ریاض الحسن نیّرؔ الجیلانی الحامدی الرضوی ابن سید مفتی عنایت علی الجیلانی القادری الرضوی ۱۹۱۴ء میں جودھپور (راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعیم اپنے نانا سید راحت علی راحتؔ اور ماموں سید اصغر علی شاہ سے پائی۔ یہ دونوں صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ کچھ عرصہ مولانا بیدلؔ بدایونی سے بھی تعلیم پائی۔ اور فنِ شاعری میں انھی سے استفادہ کیا۔ سید ریاض الحسن نیّرؔ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خان صاحب بریلویؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

۱۹۴۷ء میں اپنے ماموں سید اصغر علی اصغر اور برادرِ نسبتی محمد مرغوب اخترؔ الحامدی وغیرہ کے ہمراہ جودھپور سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ پہلے کراچی میں کچھ عرصہ قیام کیا اور پھر حیدر آباد آ گئے۔ جہاں سے نواب شاہ والوں کے اصرار پر نواب شاہ تشریف لے گئے لیکن ایک سال بعد دوبارہ حیدر آباد پلٹے اور مستقل سکونت اختیار کی۔ یہیں ۱۹۶۸ء کے رمضان المبارک کی اٹھائیسویں شب کو بحالتِ سجدہ خالقِ حقیقی سے جا ملے (۱۲)۔ نعتیہ کلام ''نعتِ نیّر'' کے نام سے مسرورؔ کیفی نے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تاجداروں سے سوا ہے وہ فقیرِ بے نوا
زیبِ سر جس کے رہے نعلِ کفِ پائے رسول ﷺ

اُن کی سرمستی کا عالم حشر کے دن دیکھنا
مے کشوں کے ہاتھ میں ہے جامِ صہبائے رسول ﷺ

میں تو کیا ہوں، اس بھرے دل کی حقیقت چیز کیا
دونوں عالم ہیں ازل کے دن سے شیدائے رسول ﷺ

دل ہے وہ دل جو خدا کی یاد سے غافل نہ ہو
سر وہی سر ہے کہ جس سر میں ہو سودائے رسول ﷺ

حکمِ خلّاقِ دو عالم تھا شبِ معراج میں
ہاں یونہی نعلین پہنے عرش پر آئے رسول ﷺ

حق تعالیٰ نے کیا وعدہ ہے یہ معراج میں
میں اسی کو بخش دوں گا، جس کا فرمائے رسول ﷺ

سجدہ گاہِ عاشقاں ہے سجدہ گاہِ عارفاں
کیا کشش تجھ میں ہے اے نقشِ کفِ پائے رسول ﷺ

کفر غارت ہو گیا، عالم منور ہو گیا
عالمِ امکاں میں جب تشریف لے آئے رسول ﷺ

نعت گوئی کے صلہ میں ملی گئی جنت انہیں
تجھے ضیاء القادری بے شبہ شیدائے رسول ﷺ (۱۹)

عبدالشکور کمبل پوش اکبر آبادی

بقول پروفیسر مرزا سلیم بیگ ''مولانا محمد عبدالشکور صادق شاہ نظامی کمبل پوش کا آبائی وطن آگرہ (ہندوستان) ہے۔ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۱۱ھ دوشنبہ کو صبحِ صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ ان کے حقیقی نانا حضرت الحاج سید محبوب علی عطاؔ، قادری سلسلے سے وابستہ تھے۔ مولانا عبدالشکور نے انہی کے دامنِ فیض میں تربیت پائی۔ اور اس زمانے کے رواج کے مطابق عربی اور فارسی کی تعلیم انہی سے حاصل کی۔ تقسیمِ ہند پر والدہ اور بچوں سمیت ۱۹۴۷ء مطابق ۲۷ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ کو ہجرت کی، حیدر آباد آ گئے (۵۹)۔

عبدالشکور ایک صوفی شاعر تھے۔ ان کی شاعری میں اخلاقیات، حمد و نعت اور منقبت کے مضامین نظم، غزل اور قطعات کی صورت میں نمایاں ہیں۔ مولانا ضیاء القادری بدایونی سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔ انھوں نے منقبت کا ایک دیوان مرتب کیا جس کا نام ''عثمانیہ مئے خانہ الموسوم دیوان شکور'' رکھا۔ حضور ﷺ سے انہیں جو والہانہ محبت تھی، اس کا اظہار جا بجا ان کے نعتیہ اشعار میں ملتا ہے۔ نعتیہ دیوان ''دیوانِ ذوقِ تصوّف'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خالقِ کُل کے سوا کوئی نہ سمجھا آج تک
ابتداء و انتہائے رحمتہٌ للعالمین ﷺ
دونوں عالم نذر کر دوں اس زمیں کی خاک پر
ہے جہاں پر نقشِ پائے رحمت للعالمین ﷺ
جس کو چاہے بخش دے یہ خسروی و سروری
ہے عجب شانِ گدائے رحمت للعالمین ﷺ
اوج پر ہے کس قدر نجمِ مقدر دیکھیے
میرا سر ہے اور پائے رحمت للعالمین ﷺ
گرم بستر تک رہا اسریٰ کی شب سرکار ﷺ کا
کتنی جلدی جا کے آئے رحمت للعالمین ﷺ
تجھ سے کب ہو پائے گی روحیؔ ثنا اس ذات کی
ہے خدا محوِ ثنائے رحمت للعالمین ﷺ (۶۷)

ابوالرضا شاہ محمد عمر رضا روحیؒ

ابوالرضا شاہ محمد عمر رضا روحیؔ قادری چشتی ابوالدلائی جہانگیری شکوری قاتلیؒ، کچامن (راجھستان) میں ۱۹۰۰ء میں خان محمد وزیر خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں قرآنِ پاک پڑھ لیا اور فقہ، تفسیر اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ عربی، فارسی، ہندی، انگریزی کی تعلیم کے لئے اجمیر شریف کے پاس ایک شہر بیاور میں ایک ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر اپنے بزرگوں کا کام جاگیرداری سنبھالی۔ مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ قادریہ چشتیہ کے شیخ المشائخ، رہبرِ طریقت حضرت ابوالقاسم، سیف الکلام محمد احمد صدیق قاتلی اجمیری کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور پیر کے اتنے مقرب ٹھہرے کہ انہوں نے خرقۂ خلافت سے نوازا۔ قیامِ پاکستان پر ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی اور حیدرآباد میں مستقل قیام فرمایا۔ جہاں ۱۲ دسمبر ۱۹۷۷ء کو وفات پائی۔ جمعیت علمائے پاکستان کے اہم رُکن تھے۔ کئی یادگار کتب چھوڑیں جن میں ''فیضانِ روحی''۔ ''رہبرِ دنیا و دیں''۔ ''طبِ روحیہ'' (دو جلدیں) شامل ہیں (۶۷)۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صبا یہ کیا لائی آج مژدہ کہ غنچہ غنچہ چٹک رہا ہے
کہیں پہ لہرا رہا ہے لالہ، کہیں پہ سبزہ مہک رہا ہے
صدائے سبحان ربنا ہے کہیں پہ صلِّ علیٰ کے نعرے
طیور تسبیح خواں کہیں ہیں، کہیں پہ بلبل چہک رہا ہے
کمال احسان مجھ پہ ہو گا اگر بلا لو مدینے آقا ﷺ
تمہاری فرقت میں رات دن اب خلیلؔ خستہ بلک رہا ہے

ابراہیم خلیل

اصل نام شیخ محمد ابراہیم اور تخلص خلیلؔ تھا۔ پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے۔ والد کا نام شیخ محمد یُوسُف تھا۔ ان کی پیدائش ۲۷ دسمبر ۱۹۰۰ء کو کراچی میں ہوئی۔ ۱۹۱۷ء میں میٹرک اور ۱۹۲۵ء میں ایم بی بی ایس کیا۔ ڈاکٹر ابراہیم خلیلؔ کی مادری زبان سندھی تھی۔ چنانچہ اپنی زبان کے معروف ادیبوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ نظم و نثر دونوں پر قدرت رکھتے تھے۔ ان کی تحریر کردہ بیشتر کتب سندھی زبان کے نصاب میں شامل ہیں۔ شعر و سخن سے لگاؤ لڑکپن سے ہی تھا۔ کم و بیش اُردو اور سندھی کی تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ۱۲۔ اپریل 1981ء کو حیدرآباد میں وفات پائی (۴۱)۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مہرِ زمیں بھی ہو، مہِ عرشِ بریں بھی ہو
حسن آفریں ہو، مظہرِ حسن آفریں بھی ہو

تم ہر جگہ ہو، دیکھنے والا کہیں بھی ہو
لیکن نگاہِ شوق میں نورِ یقیں بھی ہو

جائز ہے سجدہ کوئے نبی ﷺ میں کہیں بھی ہو
لیکن یہ شرط ہے کہ مقدس جبیں بھی ہو

خلّاق سے اُدھر تو اِدھر خلق سے ہے ربط
تم حق سے ہو قریب تو ہم سے قریں بھی ہو

وجہِ ظہور آدمؑ و عالم ہے ذاتِ پاک
جان آفریں ہو، رازِ جہان آفریں بھی ہو

حاشا نہیں تمہارے سوا کائنات میں
جو ہو بشر بھی، عرش کا مسند نشیں بھی ہو

پاتا ہے تیرے ہی درِ سائل نواز سے
دستِ طلب دراز کسی کا کہیں بھی ہو

والشمس والضحیٰ کا ملا ہے کسے خطاب
طیبہ کے چاند! آپ سا کوئی حسیں بھی ہو

وہ تاجدارِ عرش کا دربار ہے جہاں
خدّام کے گروہ میں روح الامیںؑ بھی ہو

ایسے میں کاش آئے اجل وہ ہوں سامنے
زیرِ جبیں حرم کی مقدس زمیں بھی ہو

تم پر ہزار جان فدا، دو جہاں نثار
اختؔر کا دل ہو، جان ہو، دنیا و دیں بھی ہو (۱۲)

سیّد اختر الحامدی

سید محمد مرغوب اختؔر حسباً نسباً سید، مولانا سید محمد ایوب منشؔ اجمیری کے صاحبزادے، حافظ سید راحت علی راحؔت جودھپوری کے نواسے اور سید اصغر علی اصغؔر کے بھانجے ہیں۔ جناب اختؔر الحامدی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۰ء میں جودھپور میں اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ محمد مرغوب آپ کا تاریخی نام ہے۔ انھوں نے ایک عالمانہ اور شاعرانہ ماحول میں ہوش سنبھالا اور تعلیم حاصل کی۔ اُردو، فارسی کی تعلیم مولانا رضاء الحسنین بیدؔل بدایونی سے حاصل کی اور عربی کی ابتدائی کُتُبِ صَرف ونحو و منطق مولانا عبدالمصطفیٰ خان اعظمی سے پڑھیں۔ بعد ازاں ۱۳۶۱ھ/ میں دارالعلوم منظر العلوم منظر الاسلام جامعہ رضویہ بریلی سے ادیب فاضل کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں جودھپور سے ہجرت کر کے اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان آ گئے اور حیدر آباد میں رہائش اختیار کی۔ جہاں ۴ جولائی ۱۹۸۱ء کو وفات پائی (۱۵)۔

علامہ اختؔر الحامدی نے مجاز اور نعت دونوں میں بہت کچھ کہا۔ لیکن آخر میں صرف نعت ہی کے ہو رہے۔ ابتداً بیدؔل بدایونی کو اپنا کلام دکھایا۔ پاکستان آنے کے بعد مولانا ضیؔاء القادری بدایونی سے اصلاح لی۔ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ کے مشہور سلام پر تضمین کی، جو بہت مقبول ہوئی۔ ''نعت محل''۔ ''جمالِ رسول ﷺ''۔ ''کمالِ رسول ﷺ''۔ اور ''انوارِ عقیدت'' نعتیہ مجموعے ہیں۔

دیار نبی ﷺ میں جو سر اپنا پٹکے
وہ جنت میں سوئے شب و روز ڈٹ کے

تجلی تجلی بکھر جائے ہر سُو
ذرا نامِ احمد ﷺ کو دیکھو تو رٹ کے

گدا اپنے در کا مجھے بھی بنا لو
کہوں گا میں روضہ سے اُن کے، لپٹ کے

جو سمٹے سحر ہو، جو بکھرے تو شب ہو
میں قربان جاؤں تری ایسی لٹ کے

فراموش آقا ﷺ کو جس نے کیا ہے
مقدر کے اس کی کلی کیسے چٹکے

مدد کیجیے میری اے شاہِ بطحا ﷺ
کہاں تک سہوں گا مصائب کے جھٹکے

ہوں جس کارواں کے بھی سالار آقا ﷺ
وہ بھٹکے تو آخر بھلا کیسے بھٹکے

خدا ایک موقع عطاؔ اور کر دے
میں بھر لاؤں پھر آبِ زمزم کے مٹکے (۲)

عطاؔ صدیقی

عطاء الرحمان، عطاؔ صدیقی کا آبائی وطن بہار (ہندوستان) تھا۔ وہ تقسیمِ ہند کے بعد ہجرت کر کے مرحوم مشرقی پاکستان میں آباد ہو گئے۔ وہیں گورنمنٹ ہائی سکول پاربتی سے میٹرک کا امتحان ۱۹۵۰ء میں پاس کیا۔ اور پھر اسی سکول میں معلّم کے فرائض انجام دینے لگے۔ ۱۹۵۲ء کے نومبر میں مشرقی پاکستان کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا اور مغربی پاکستان آ کر محکمہ جنگلات میں ملازم ہو گئے اور لاڑکانہ میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد وارد ہوئے اور یہیں کے ہو رہے۔ جہاں ۱۲ ستمبر 1983 کو وفات پائی (۵۷)۔ عطاؔ صدیقی کا شعری مجموعہ ''آ گہی'' کے نام سے ۱۹۸۰ میں شائع ہوا۔

یقیناً بارگاہِ نور تھی کل شب جہاں میں تھا
پڑے سجدہ جبیں مجبور تھی کل شب جہاں میں تھا

محبت جیسے ہم آغوش ہو جانِ محبت سے
یہ کیفیت بڑی بھرپور تھی کل شب جہاں میں تھا

مسیحا کی مسیحائی وہاں پر عام تھی گویا
دوائے ہر دلِ رنجور تھی کل شب جہاں میں تھا

تماشا دید کے قابل تھا ہر اہلِ تماشا کا
جھپکنے سے پلک معذور تھی کل شب جہاں میں تھا

وہاں دیوانگی ہی اعتبارِ عقل و دانش تھی
وہاں وارفتگی دستور تھی کل شب جہاں میں تھا

اُدھر تھی جلوہ ارزانی ادھر تھے سیکڑوں موسیٰ
وہ محفل اعتبارِ طور تھی کل شب جہاں میں تھا

سالکؔ عزیزی

حیدر آباد کے قادر الکلام اور زود گو شعراء میں ایک نمایاں مقام سالکؔ عزیزی کو حاصل رہا۔ ان کا شمار کہنہ مشق اور جیّد اساتذۂ شعر میں ہوتا ہے۔ سید یوسف علی عزیزؔ سے شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ ہر صنفِ سُخن پر قدرت رکھتے تھے۔ تمام تر کلام قلبی واردات کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ فقیر منش طبیعت پائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نام و نمود سے کوسوں دور تھے۔ سالکؔ عزیزی نے یوں تو تمام ہی اصنافِ سخن کو برتا ہے مگر آخری وقتوں میں انہوں نے نعت و منقبت کو وسیلہ ایمان اور وظیفہ جاں بنا لیا تھا (۴۵)۔

کس منہ سے شکر کیجیے پروردگار کا
عاصی بھی ہوں تو شافعِ روزِ شمار ﷺ کا
چلنے لگی نسیمِ سحر خلد میں اُدھر
دامن اِدھر ہلا جو شہِ ذی وقار ﷺ کا
دامن پکڑ کے رحمتِ حق کا مچل گیا
اللہ رے حوصلہ دلِ عصیاں شعار کا
خوشبو اڑا کے باغِ دیارِ رسول ﷺ سے
ہے عرش پر دماغ نسیمِ بہار کا
سرمہ نہیں ہے آنکھوں میں غلمان و حور کے
اڑتا ہوا غبار ہے اُن کے دیار کا(۱۴)

مفتی خلیل خان خلیل

مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری کا شمار اُن شعرا میں ہوتا ہے جو بیک وقت محدث، مفسر، مناظر، مفتی، مدرس، مصنف، مترجم، منتظم، فقیہ اور واعظ تھے۔

مفتی خلیلؔ مارہروی ۱۹۲۰ء میں کھیری ضلع علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں مارہرہ شریف آ گئے جو امام احمد رضا بریلویؒ کا پیر خانہ تھا۔ ۱۹۲۶ء میں یہیں سے تعلیم کا آغاز کیا۔ اساتذہ میں مفتیٔ اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی بھی تھے۔ مفتی صاحب نے ۱۹۴۰ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال عالمِ عربی کیا۔ اور اسی سال سراج العوارف کا ترجمہ کر کے تصنیف وتالیف کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۵ء میں درسِ نظامیہ سے فراغت حاصل کی۔ ۱۹۵۱ء میں ہجرت کی۔ پہلے میر پور خاص پھر کراچی اور آخر کار حیدر آباد کو مسکن بنایا اور دار العلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی۔

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۱۸ جون ۱۹۸۵ء کو مفتی صاحب نے وصال فرمایا۔ ۵۸ تصانیف وتراجم یادگار چھوڑے۔ ''جمالِ خلیل'' شعری مجموعہ ہے، جس کے ۶۰ صفحات نعتِ رسولِ مقبول ﷺ اور ۲۴ صفحات مناقب پر مشتمل ہیں (۱۴)۔

انہی کا مشرق، انہی کا مغرب، جنوب ان کا، شمال ان کا
تمام سمتوں کے ہیں وہ مالک، ہر اک طرف ہے جمال ان کا
یہ روشنی بے سبب نہیں ہے جو بزمِ ہستی پہ چھا رہی ہے
محیط ہے وسعتِ جہاں پر نگاہ اُن کی، خیال ان کا
امینِ حسنِ زمانہ وہ ہیں، محبتوں کا خزانہ وہ ہیں
وہ روحِ مستقبلِ بقا ہیں، تمام ماضی و حال اُن کا
وہ چاند کی ٹھنڈی چاندنی ہیں، وہ گرم سورج کی دھوپ بھی ہیں
ہوا ہے شام و سحر سے ظاہر جمال ان کا، جلال ان کا
قلم بھی وہ، لوح بھی وہی ہیں، انہی کا پرتو ہے عرش و کرسی
انہی کے جلوے ہیں شش جہت میں، نظر نظر ہے کمال ان کا
وہ ماہ و انجم کی آرزو ہیں، وہ رنگ و نکہت کی آبرو ہیں
جمال ہے لازوال ان کا، شباب ہے بے مثال ان کا(۲۴)

اخترؔ انصاری اکبر آبادی

اخترؔ انصاری بدایونی، اخترؔ انصاری دہلوی اور اخترؔ انصاری اکبر آبادی، تینوں ہی ایک عہد کے، ایک پائے کے شاعر اور ادیب۔ لہٰذا ان تینوں میں سے مطلوب کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ ہاں! ان کی جائے پیدائش یعنی بدایوں، دہلی اور اکبر آباد کے نام اُن میں تفریق پیدا کر دیتے ہیں۔

زیرِ تذکرہ اخترؔ انصاری وہ شخصیت ہیں جنھوں نے تقسیمِ ہند پر پاکستان کو بھارت پر ترجیح دی اور اکبر آباد سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ یہاں حیدر آباد کو مسکن بنایا اور پھر حیدر آباد کی معروف علمی و ادبی شخصیت شمار ہونے لگے۔

اخترؔ انصاری کا نام محمد ایوب تھا۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۲۰ کو محمد یعقوب انصاری کے ہاں اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ کئی ایک رسائل کی ادارت کی۔ ۱۹۵۶ء میں حیدر آباد سے ''نئی قدریں'' جاری کیا جو ان کی وفات تک جاری رہا۔ درجنوں کتب تصنیف تالیف کیں۔ جن میں شاعری، مضامین، تنقید اور تحقیق کے موضوعات شامل ہیں۔ ۱۸۔ اگست ۱۹۸۵ کو وفات پائی (۴۱)۔

آج پیدا وہ ذات ہوتی ہے — جو حقیقت صفات ہوتی ہے
نور پھیلا ہے آج وحدت کا — ہر طرف چاند رات ہوتی ہے
عرش پر عظمتیں ہیں بندے کی — اپنے مولا سے بات ہوتی ہے
عشقِ احمد ﷺ بغیر دنیا میں — زندگی بے ثبات ہوتی ہے
جنبشِ ابروئے محمد ﷺ پر — عاصیوں کی نجات ہوتی ہے
خلوتِ دل پہ جنتیں صدقے — شاہِ بطحاؐ سے بات ہوتی ہے (۶۷)

مقبول الوری

مقبول الوری ۲۹ دسمبر ۱۹۲۵ کو خواجہ کی نگری اجمیر شریف میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے وقت ہجرت کی اور حیدر آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ ان کے دادا مفتون الوری اور والد سید اختر حسین اختر الوری دونوں اپنے زمانے کے اچھے شاعر تھے۔ جب معالجین نے ان کے والد کو مشاعروں میں پڑھنے سے منع کیا تو انہوں نے بیٹے کے حسنِ قراءت اور خوبصورت ترنم کے پیشِ نظر یہ ذمے داری انہیں سونپی۔ مقبول نے پہلے برگ یوسفی اور پھر درد اسعدی سے مشورۂ سخن کیا۔ ابتدا ہی سے میلان تصوّف کی طرف تھا۔ چنانچہ پیر صاحب عبدالمجید نگر والے کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد ازاں خود بھی صاحبِ مجاز صوفی کی زندگی گزارتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں صوفی ازم کا پرچار پایا جاتا ہے۔ اور نعت رسول مقبول ﷺ ان کی شاعری کا خاص جزو ہے۔

یہ بزرگ صوفی شاعر ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء کو حیدر آباد میں فوت ہوئے (۶۰)۔

وطن ہے ہمارا دیارِ مدینہ — ہے محبوبِ رب شہر یار مدینہ ﷺ
کھلے پھول لاکھوں گلستاں میں لیکن — ہے سب سے جدا گلعذار مدینہ
ملائک اٹھاتے ہیں پلکوں سے اپنی — گلوں سے بھی نازک ہیں خار مدینہ
ہے آرام گاہِ حبیبِ الٰہی ﷺ — مری لاکھ جانیں نثارِ مدینہ
جناں، عرش، کعبہ ہیں جس پر تصدق — الٰہی دکھا وہ دیارِ مدینہ
ہیں لاریب چشمِ حقیقت نگر میں — مہ و مہر نقش و نگار مدینہ
فضائے ارم پر وہ کیا آنکھ ڈالیں — نظر میں ہے جن کی بہارِ مدینہ
ترے نقشِ پا کی ہے محتاج دنیا — مرے رہنما شہر یارِ مدینہ
ادب کاش پوری ہو دل کی یہ حسرت — بنے اپنا مدفن دیارِ مدینہ (۳۶)

ادب گلشن آبادی

غلام جیلانی نام، ادب تخلص اور ادب گلشن آبادی / ادب علیمی گلشن آبادی کے ادبی ناموں سے معروف ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں جاورہ اسٹیٹ کے شہر گلشن آباد میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے والد کی سجادہ نشینی کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے دین کی خدمت اور ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ انھیں قدیم و جدید علوم، منطق، فلسفہ، طب، تاریخ و سوانح، ادیان و مذاہب، شعر و ادب، لسانیات، عربی، اردو، فارسی، ہندی اور انگریزی سے شغف رہا (۶۷)۔

۱۶ فروری ۱۹۵۰ کو اپنی خوش دامن کی مزاج پرسی کے لئے میر پور خاص آئے اور یہیں کے ہو رہے اور تدریس کے شعبے سے منسلک ہو گئے۔ لیکن بعد میں یہ ملازمت چھوڑ کر مطب جانے لگے۔ حیدر آباد اور کراچی میں بھی قیام رہا۔ اپریل ۱۹۹۰ میں حج پر گئے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران منیٰ کے حادثہ سرنگ میں واصل بحق ہو کر وہیں آسودہ خاک ہوئے (۶۱)۔

باعثِ کائنات بھی، حاصلِ کائنات بھی
حاملِ صد صفات ہے فخرِ رُسل ﷺ کی ذات بھی

دردِ فراقِ مصطفیٰ ﷺ شعلہ فشاں رہا مگر
دل میں مرے سجی رہی بزمِ تجلیات بھی

دونوں جہاں کی عظمتیں تیرے وجود کی زکوٰۃ
تیرے شعور کی گواہ رمزِ صفات و ذات بھی

آپ ﷺ نہ تھے تو کچھ نہ تھا منزلِ ہست و بود میں
گوش گزارِ دل نہ تھا زمزمۂ حیات بھی

تو جو نہیں تو کچھ نہیں محفلِ کائنات میں
تیرے کرم کا عکس ہے رونقِ کائنات بھی

حامیِ کشتگانِ جرم حشر میں اور کون ہے
تیری عطائے خاص ہے عاصیوں کی نجات بھی

بسملؔ خستہ حال پر ایک نگاہِ التفات
دافعِ ہر بلا بھی تم، دافعِ مشکلات بھی

بسملؔ آغائی

نام عبدالرحمان اور تخلص بسملؔ ہے۔ اپنے پیرومرشد حضرت آغا محمد قاسم حیدرآبادی سے روحانی و قلبی تعلق کی بنا پر آغائی کہلاتے ہیں۔ ۱۷ اگست ۱۹۳۱ کو آگرہ میں پیدا ہوائے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ ۱۹۴۳ میں جامعہ اردو بورڈ آگرہ سے ادیب، ۱۹۴۴ میں فارسی میں منشی، ۱۹۴۶ میں الہ آباد بورڈ سے میٹرک اور ۱۹۴۸ میں انٹر پاس کیا۔ اسی سال آگرہ سے پاکستان ہجرت کی اور حیدرآباد میں مقیم ہوئے۔ ''سلسلۂ خواب''۔ حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔ ۱۹۹۱ میں حیدرآباد میں وفات پائی۔

کونین کے سردار ہیں نبیوں کے نبی ہیں
کس شان کے انسان رسولِ عربی ﷺ ہیں

ہم لاکھ گناہوں پہ بھی قسمت کے دھنی ہیں
جو شافعِ محشر ہیں، وہی اپنے نبی ﷺ ہیں

جب تجزیہ کرتا ہوں محبت کی حدوں کا
محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہر سمت وہی ہیں

موجود تھے، موجود ہیں، موجود رہیں گے
سرکارِ دو عالم ﷺ ازلی ابدی ہیں

جنت کی ہوائیں ہوں کہ طیبہ کی فضائیں
سب احمدِ مختار ﷺ کے صدقے میں ملی ہیں

جو کرتی ہیں تصدیقِ غلامیِ محمد ﷺ
کچھ آیتیں ایسی ہی مرے دل پہ لکھی ہیں

جن موجوں نے کشتی کو لگایا سرِ طیبہ
احساس کے دریا سے وہ موجیں بھی اٹھی ہیں

آنکھوں کو ہے اے دردؔ بصارت کی ضرورت
ہر گوشۂ عالم میں وہ موجود ابھی ہیں

دردؔ اسعدی

مرتضیٰ علی خان نام، دردؔ تخلص تھا۔ صدیق حسن خان اسعدؔ شاہ جہان پوری سے شرفِ تلمذ کے باعث اسعدی کو نام کا حصہ بنالیا۔ مرتضیٰ علی خان ۱۲ جون 1919 کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد جعفر علی خان سے حاصل کی۔ ۱۹۳۶ء میں الٰہ آباد یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۸ میں اسی یونیورسٹی سے ادیب فاضل کیا۔ ۱۹۴۵ تک سول میں ملازمت کی اور پھر فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۶۱ میں ریٹائرمنٹ کے بعد حیدرآباد میں مستقل سکونت اختیار کی۔ درد حیدرآباد میں ایک دبستان کا درجہ رکھتے تھے۔ کئی کتب تصنیف و تالیف کیں۔ جن میں سے ''حمد''۔ ''حمدیہ کلام'' اور ''ثنائے خواجۂ کونین ﷺ''، حمدیہ اور نعتیہ کلام پر مشتمل خاصی مقبول ہوئیں۔ ۱۹۹۱ میں عدم کو کوچ کیا۔

سلام ان کو جو کعبے کی زیارت کر کے آئے ہیں
سلام ان کو جو لاکھوں برکتیں بھی ساتھ لائے ہیں
سلام ان کو طوافِ کعبہ کی جن کو ملی دولت
سلام ان کو جنہوں نے سر وہاں اپنے جھکائے ہیں
سلام ان کو جو آئے دیکھ کر ہیں گنبدِ خضرا
سلام ان کو، شفاعت کی جو دستاویز لائے ہیں
حبیبؔ اے کاش پھر وہ دن ہو، ہم جائیں مدینے کو
یہاں دن رات اب اللہ سے ہم لو لگائے ہیں(۴۳)

سیّد حبیبؔ نقشبندی

سید حبیبؔ نقشبندی محسنی تلہری کا حیدر آباد کے جید اور معروف علماءِ کرام میں منفرد مقام تھا۔ انھیں لوگ ایک ممتاز عالمِ دین کی حیثیت سے زیادہ جانتے ہیں جبکہ شاعر ہونے کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ ''نذرِ حبیب'' ان کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے جو ۱۳۹۸ھ میں شائع ہوا تھا۔ ان کا ایک اور نعتیہ مجموعہ ''نعتِ رسول ﷺ'' کے نام سے بھی حیدر آباد سے شائع ہو چکا ہے(۴۵)۔

سید حبیبؔ نے اکانوے سال کی عمر میں ۱۹۹۲ میں حیدر آباد میں وفات پائی۔ اس حساب سے ان کا سِن پیدائش ۱۹۰۱ء کے لگ بھگ بنتا ہے۔

سلام اس پر، درود اس پر جو وجہِ تخلیق دو جہاں ہے
اسی کی مدحت سرِ زمیں ہے، اسی کا پروردہ آسماں ہے
نگاہِ دل کو تو تیز تر کر، تلاشِ رہبر میں تو سفر کر
وہ خلوتوں میں وہ جلوتوں میں سدا ہمارے ہی درمیاں ہے

نورؔ ساگری

ہندوستان میں گیت نگاری نے جب بھگتی تحریک سے متأثر ہو کر پرکاش، رام اور کرشن وغیرہ کے ہندووانہ تصوّف کا رنگ اختیار کیا اور مسلمانوں کیلئے یہ چیلنج بن گیا تو نورؔ ساگری جیسے مسلم شعرانے گیت کے روپ میں حمد ونعت کو اپنا کر اس تحریک کا جواب دیا مثلاً ایک گیت کے بول ہیں

سر پر رکھ لی پاپ کی گٹھری
چھوڑ چلے یہ پاپی نگری
اس نگری کے باسی دیکھے
پاپی اور کٹھور
جانا ہے طیبہ کی اور (۵۶)

یہ تصوف رنگی گیت نگاری کرنے والا شخص ۲۷ ستمبر ۱۹۹۸ کو حیدر آباد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے رخصت ہو گیا۔

گلوں کا رنگ، چمن کا نکھار ہے طیبہ
بہارِ حسن ہے، حسنِ بہار ہے طیبہ
سرورِ قلب ہے، جانِ قرار ہے طیبہ
خدا کے فضل کا آئینہ دار ہے طیبہ
ہر ایک دل نظر آتا ہے غنچۂ نورس
سبھی کے واسطے تازہ بہار ہے طیبہ
خدا کرے کہ شگفتہ رہے سدا کاوشؔ
مرے حبیب ﷺ کا رنگیں دیار ہے طیبہ (۹)

کاوشؔ اٹاوی

فیاض احمد خان نام کاوشؔ تخلص اور کاوشؔ اٹاوی اور فیاض کاوشؔ ادبی نام ہے۔

۱۵ جنوری ۱۹۳۷ کو اٹاوہ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ تعلیم القرآن سے قرآن وحدیث کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ سے ۱۹۵۲ میں میٹرک کی سند حاصل کی۔ اور اسی سال ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ یہاں میر پور خاص میں مقیم ہوئے۔ شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میر پور میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی کلکٹریٹ تھرپارکر میں ملازمت اختیار کی۔ بی اے کرنے کے بعد یہ ملازمت چھوڑ دی اور گورنمنٹ ہائی سکول میں مدرس ہو گئے۔ ۱۹۵۹ میں ایم اے کیا اور لیکچرر شپ اختیار کر لی (۴۲)۔

"تقدیم" اور "نور ونکہت" نعتیہ مجموعے ہیں۔ "آفتابِ ولایت" (سید وارث علی شاہؒ کی سوانح عمری)۔ "پیرانِ پیر" (سوانحِ حیات سید غوث الاعظمؒ) اور "اسلامی عقائد" دیگر کتب ہیں۔

فیاض کاوشؔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۹۹ کو میر پور خاص میں فوت ہوئے۔

دُنیائے حسن و عشق میں ذی احترام ہے
کتنا سکوں نواز محمد ﷺ کا نام ہے
جتنا حسین رُوئے مبارک ہے آپ ﷺ کا
اتنا ہی پیارا سارے رسولوں میں نام ہے
نازل ہوا حضور ﷺ پہ قرآنِ پاک جب
فرمایا یہ کلام خدا کا کلام ہے۔
مجھ پر کرم کی بارشیں برسایئے حضور ﷺ
اس دورِ انتشار میں جینا حرام ہے
پیکرؔ کے حالِ زار پر ہو جائے اک نظر
یہ بھی ترے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہے (۱۵)

پیکرؔ اکبر آبادی

صوفی ماسٹر منیر خان پیکرؔ اکبر آبادی حیدر آباد کے بزرگ نعت کہنے والوں میں شامل ہیں۔ نعت کے دلدادہ ہونے کی وجہ سے صوفی اور ایک معلّم ہونے کے ناتے سے ماسٹر بھی نام کا جزو بن گئے۔

پیکرؔ اکبر آبادی ۱۹۱۴ میں اکبر آباد (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی مدارج وہیں طے کیے اور قیامِ پاکستان پر ہجرت کر کے یہاں آگئے۔ حیدر آباد کو اپنا مسکن بنایا اور شعبۂ تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ صبا اکبر آبادی سے اصلاحِ سخن کا شرف حاصل کیا۔ پیر سید جماعت علی شاہؒ سے بیعت واجازت کی سند حاصل ہے۔

پیکرؔ اکبر آبادی کی نعتوں کا مجموعہ "خیر الورا ﷺ" ہے جو کہ ہنوز تشنۂ طبع ہے۔ (۴۵)

یہ عالمِ بے مثال بھی ہے یہ عالمِ بے مثال کیسا
اِدھر حرم ہے، اُدھر مدینہ، جمال بھی اور جمال کیسا
طلب سے بھی کچھ سوا ملا ہے، عجیب دربارِ مصطفیٰ ﷺ ہے
نبی ﷺ کے در کا فقیر ہوں میں، مِرے لبوں پر سوال کیسا
حرم کی محراب جھومتی ہے، دھنک بھی کعبہ میں گھومتی ہے
نبی ﷺ کے ابرو کی جنبشوں میں چمک رہا ہے ہلال کیسا
نبی ﷺ کے اَلطافِ خسروی سے نہ کوئی مایوس امّتی ہو
تجھے ملیں گے نہ خلد و کوثر، یہ دل میں آیا خیال کیسا
وہ شامِ اِسریٰ کی بات کیا تھی وہ نور کیا تھا وہ رات کیا تھی
تمام پردے اٹھے ہوئے تھے، وصال بھی اور وصال کیسا
میں سبز گنبد کے زیرِ سایہ سنہری جالی کے سامنے ہوں
کسے بتاؤں کسے سناؤں کہ میرے دل کا ہے حال کیسا (۲۴)

برگ یوسفی

شفیع اللہ خان نام اور برگ تخلص ہے۔ ۵ مئی ۱۹۲۴ کو فتح پور سیکری (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم حاصل کی اور ملازمت کی ابتدا کی۔ قیام پاکستان پر حیدر آباد میں سکونت اختیار کی۔

برگ یوسفی کا ادب اور شاعری کا ذوق فطری ہے۔ جب شعر و سخن کی طرف مائل ہوئے تو مغیث الدین فریدی اکبر آبادی سے اصلاح لینا شروع کی۔ لیکن تھوڑی ہی مدت کے بعد استاد کے کہنے پر اس کی ضرورت نہ رہی۔

''شہرِ جنوں'' اور ''غزالِ صحرائی'' شعری مجموعے ہیں جبکہ حمد و نعت و منقبت کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

کشادہ عشقِ محمد ﷺ کا جس پہ باب ہُوا
وہ ذرہ بڑھ کے مہ و مہر کا جواب ہوا
وہ جس کے خُلق کی شاہد ہے خود کتابِ ہدیٰ
وہ جس کا حسنِ عمل شارحِ کتاب ہوا
اُسی کی ذات نے بخشی جِلا زمانے کو
اسی کا سوزِ نفس وجہِ انقلاب ہوا
اُسی کی دانش و بینش نے راہ دکھلائی
اسی کا لطف و کرم کاشفِ حجاب ہوا
وہ خاکداں کہ ترستا تھا روشنی کے لئے
اسی کی برقِ تجلی سے جلوہ تاب ہوا
کھلا یہ راز جو پہنچا دیارِ اقدس میں
میں ایک حرفِ تمنا تھا، مستجاب ہوا
سلیم اس شہِ والا ﷺ پہ بے شمار درود
کہ عاصیوں پہ کرم جس کا بے حد و حساب ہوا (۳۸)

حضور احمد سلیم

حضور احمد نام اور سلیم تخلص ہے۔ ۱۶ اگست ۱۹۲۴ کو مہندر گڑھ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ نسباً بھٹی راجپوت ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کی اسناد لیں۔ ۱۹۵۱ میں سندھ یونیورسٹی سے ایم۔اے (فارسی) کیا اور جدید فارسی زبان و ادب کی تحصیل تہران یونیورسٹی سے کی۔ ۱۹۵۶ میں سندھ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی سے منسلک ہوگئے۔

ان کا زیادہ تر ادبی کام بزبانِ فارسی ہے۔ لیکن اردو زبان میں بھی کافی لکھا۔ تصانیف میں ''آموزگاہِ فارسی''۔ ''دوبیتی نامہ باباطاہر''۔ ''انتخابِ پیامِ مشرق'' (اردو منظوم ترجمہ)''۔ ''حیاتِ قلندر نقشبندی''۔ ''نسب نامہ الف خان بھٹی''۔ ''لذّت الارواح''۔ (حضرت غلام نبی مجددی قندھاری متوفی ۱۸۱۱ کی سوانح اور منظوم ترجمہ مثنوی) شامل ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت رکھتے ہیں۔ ۱۹۵۳ میں حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، تب سے نعت گوئی کی طرف راغب ہیں (۵)۔

رعنائیاں سمیٹ لوں لفظ و خیال کی
کہنی ہے نعت ایک سراپا جمال کی
اُن کی ادائے بندہ نوازی کی خیر ہو
حسرت ہی رہ گئی میرے دل میں سوال کی
دیکھی ہے جب سے طلعتِ زیبائے مصطفیٰ ﷺ
تنویر ہے نظر میں خدا کے جمال کی
تسکینِ بے قراریِ یادِ نبی ﷺ نہ پوچھ
صورت بدل گئی ہے نشاطِ وصال کی
انسانیت پہ آمدِ خیر البشر ﷺ کے ساتھ
تکمیل ہو گئی کرمِ ذوالجلال کی
ہونا پڑے گا پائے محمد ﷺ پہ سجدہ ریز
منزل یہی ہے عقل کے اوج و کمال کی
جب سے شہیرؔ فکر کا محور ہے اُن کی یاد
حالت ہی اور کچھ ہے مرے ماہ و سال کی

شہیرؔ نجمی

شہیرؔ نجمی کا اصل نام سید تحسین احمد ہے۔ 1925 میں پیدا ہوئے۔ منشی فاضل اور طبیب فاضل کرنے کے بعد کامرس کالج سے بی کام کیا۔ بعد میں انجینئر نگ کی طرف متوجہ ہوئے اور بی اے (سول انجینئر نگ) کی۔ بچپن سے طبیعت شاعری کی طرف مائل تھی۔ اُن دنوں حضرت جگر مرادآبادی کا شہرہ تھا۔ شہیر نے رموزِ شاعری سیکھنے کے لئے ان کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔ قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد ہجرت کی اور پاکستان کے شہر حیدرآباد میں رہائش پذیر ہوئے۔

رُک جاؤں گا میں بھی سرِ بازار کبھی تو
آئیں گے مدینے سے خریدار کبھی تو
چمکے گا مرا طالعِ بیدار کبھی تو
بلوائیں گے طیبہ شہِ ابرار ﷺ کبھی تو
آنکھوں کی ضیا، دل کا سکوں بن کے رہیں گے
طیبہ کے مقدس در و دیوار کبھی تو
فریاد سنیں گے، مری فریاد سنیں گے
محبوبِ خدا احمدِ مختار ﷺ کبھی تو
یا ختمِ رُسل سرورِ دیں شافعِ محشر ﷺ
اک چشمِ کرم جانبِ نادار کبھی تو
میں خسروِ کونین کے روضے کے تصدّق
سجدوں کو ملے سایۂ دیوار کبھی تو
رونقؔ مرے آقا ﷺ مجھے طیبہ میں بُلا کر
خود مجھ سے سنیں گے مرے اشعار کبھی تو (۱۳)

رونقؔ جودھپوری

نام عبدالغفار اور رونقؔ تخلص ہے۔ ۱۵ اپریل 1925 کو جودھپور (راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی مراحل جودھپور ہی میں طے کیے اور اسی دوران شاعری کی طرف مائل ہوئے۔ جودھپور کے ادبی ماحول نے انھیں تحریک دی اور کم عمری ہی میں شعر تخلیق کرنے لگے۔ تنہاؔ جودھپوری سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ جودھپور کی ادبی تنظیم ''دارالادب'' کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۰ میں ''نغمۂ دل'' کے نام سے اپنا پہلا شعری مجموعہ شائع کرایا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان آگئے اور حیدرآباد میں سکونت اختیار کی۔ یہاں ''دارالادب'' کی طرز پر ادبی تنظیم ''بزمِ رونقؔ'' قائم کی اور ایک رونق لائبریری بھی بنائی (۳)۔

قرینہ ساز بنایا ہے بے قرینوں کو
خرد کا تاج دیا بادیہ نشینوں کو
یہ فیض آپ کے قدموں کا کوئی کم تو نہیں
کہ آسمان پہ پہنچا دیا زمینوں کو
نمودِ لطفِ رسالت مآب ﷺ کیا کہنا
نوازتے ہیں وہ ہم جیسے کم قرینوں کو
عطا کیا ہے حرا کے خموش گوشوں نے
شعورِ سجدۂ خود آگہی جبینوں کو
تو شمعِ بزمِ ازل، چشمۂ دنا کا کنول
پتا کہاں تیری رفعت کا نکتہ چینوں کو
ترے جمال نے پتھر دلوں کو موم کیا
ترے جلال نے دی آب، آبگینوں کو

خادمیؔ اجمیری

نام محمد حسین اور خادمیؔ تخلص ہے۔ ان کا خاندان اجمیر القدس (ہندوستان) کا ایک متمول اور مقتدر گھرانا شمار کیا جاتا تھا۔ اجمیر شریف میں ۱۹۲۵ میں جنم لیا اور اسی نسبت سے اجمیر کو قلمی نام کا حصہ بنا لیا۔ ابتداًء ایک مدرسہ میں داخل ہوئے لیکن الف ب سے آگے نہ جا سکے اور ایک پرنٹنگ پریس میں جلد سازی کا کام کرنے لگے۔ لگن اور محنت سے اردو زبان پر مکمل عبور حاصل کرلیا۔ اور یاسؔ تخلص کرنے لگے۔ انتقالِ آبادی کے بعد ہجرت کی اور حیدرآباد میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہاں مولانا ضیاءؔ القادری کے ایما پر تخلص بدل کر خادمیؔ رکھ لیا۔

بچپن ہی سے خوش الحان تھے اور نعت خوانی کا شوق تھا جو بتدریج بڑھتا رہا اور جب شاعری کی طرف توجہ دی تو نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو نسبتاً زیادہ وقت دیا (۳۹)۔

دشت و جبل ہیں خلوتِ انوارِ محمد ﷺ
باغ و بہار جلوتِ انوار محمد ﷺ
شق القمر، حکومتِ انوارِ محمد ﷺ
بدر و حُنین، حکمتِ انوارِ محمد ﷺ
رمزِ نجاتِ آدم و حوّا نہ پوچھیے
توبہ ہے بابِ رحمتِ انوارِ محمد ﷺ
اصنام پاش پاش ہیں، آتش ہے گُل فشاں
دیکھو جمالِ ہیبتِ انوارِ محمد ﷺ
توحید کی دلیل ہے یکتائیِ رسول
عرفانِ حق ہے وحدتِ انوارِ محمد ﷺ
اعلانِ یومِ فتحِ حرم سے سبق ملا
عفو و کرم ہے غیرتِ انوار محمد ﷺ
دانش کہیں سے مانگ حقیقت شناس دل
قرآن ہے، شباہتِ انوارِ محمد ﷺ (۲۱)

عزیز دانش امدادی

عزیز دانشؔ امدادی ۴ فروری ۱۹۲۶ کو ریواڑی ضلع ہریانہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابھی زیرِ تعلیم ہی تھے کہ شاعری کی طرف راغب ہوئے۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۱ تک ایک مجموعۂ نعت اور ایک مجموعۂ نظم و غزل ترتیب دے چکے تھے لیکن وہ اشاعت پذیر نہ ہو سکا۔ ۱۹۴۷ میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور حیدرآباد میں سکونت اختیار کی۔ مختلف رسائل و جرائد سے منسلک رہنے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھا اور اب ماشاءاللہ نظم و نثر میں ان کی کئی کتب منظرِ عام پر ہیں۔ جن میں ''تشکیلِ کردار''۔ ''مختصر التسہیل فی لغۃ التنزیل''۔ اسلامی طرزِ زندگی''۔ ''اکابر کی عبرت انگیز وصایا''۔ ''اردو ادب کی تدریس و تمرین''۔ ''دلسوزی و رعنائی''۔ ''ہجومِ گل''۔ ''شعر و ترنم'' اور ''زندگی سوزِ جگر ہے'' شامل ہیں (۲۱)۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مشعل ہدایتوں کی نقشِ قدم ہیں اُن کے
ہر درد کی دوا ہے اُن کا ہے نام ایسا
باتیں ہیں ایسی شیریں کھلتے ہیں پھول جیسے
ہر دل میں گھر بنا لے حسنِ کلام ایسا
میرے لبوں پہ ہر دم آقا ﷺ کی گفتگو ہے
خوش بخت ہوں کہ میں نے پایا مقام ایسا

بےتابؔ

سکھر کی پہچان، محمد عبدالباقی ۱۸ ستمبر ۱۹۲۶ کو پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران شعر پڑھنے، سننے، کہنے اور سمجھنے کا ذوق پیدا ہوا۔ بےتابؔ تخلّص کیا اور سعیدؔ پیلی بھیتی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ مختلف رسائل میں بےتابؔ کا کلام شائع ہوتا رہتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہادیِ برحق، مرسلِ داور، شافعِ محشر، میرے پیمبر ﷺ
دین کے سرور، خلق کے رہبر، افضل و برتر، میرے پیمبر ﷺ
طٰہٰ لقب بھی، اعلیٰ حسب بھی، والا نسب بھی، شاہِ عرب بھی
ذاتِ معلیٰ، نورِ مجلیٰ، طاہر و اطہر، میرے پیمبر ﷺ
شاہِ دو عالم، خیر مجسم، مصلحِ اعظم، سب سے مکرم
قول کے سچے، بات کے پکے، خلق کے پیکر، میرے پیمبر ﷺ
محسنِ انساں، درد کے درماں، زیست کے عنواں، حاصلِ ایماں
اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، میرے پیمبر ﷺ
پوچھے جو کوئی شاہِ رُسل ﷺ کو، روحِ عرب کو، جانِ عجم کو
کہیے طیبؔ، میرے پیمبر، میرے پیمبر، میرے پیمبر ﷺ

طیبؔ موہانی

ہندوستان کا شہر موہان یوں تو کئی معروف شخصیات کی جنم بھومی ہے لیکن جو عزت اسے مولانا فضل الحسن حسرتؔ موہانی کی نسبت سے ملی وہ شاید ہی کسی اور حوالے سے ملی ہو۔ حسرتؔ موہانی اور تحریکِ پاکستان لازم وملزوم کا روپ اختیار کر گئے تھے۔ اسی قصبہ موہان میں ۱۹۲۷ میں سید محمد طیبؔ حسن پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں دیا اور ہجرت کر کے یہاں آ گئے۔ حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

دنیا میں محمد ﷺ کے دیوانے ہزاروں ہیں
اس شمعِ ہدایت کے پروانے ہزاروں ہیں
منظر ہے نگاہوں میں اس گنبدِ خضرا کا
جس گنبدِ خضرا کے دیوانے ہزاروں ہیں
میخانۂ احمد ﷺ سے پیتا ہے فقط مجھ کو
کہنے کو تو دنیا میں میخانے ہزاروں ہیں
اک شقِ قمر پر ہی موقوف نہیں لوگو
یاں معجزے دکھلائے آقا ﷺ نے ہزاروں ہیں(۶۷)

نوؔر شیروانی

نوؔر شیروانی کا اصل نام احسان احمد خان شیروانی ہے۔ والد کا نام مختار احمد خان شیروانی ہے۔نوؔر شیروانی ۱۹۲۹ میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ پانی پت کی تاریخی اہمیت اپنی جگہ لیکن علمی وادبی لحاظ سے بھی یہ ایک منفرد مقام ہے۔نوؔر نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی جو کہ ابتدائی ہی رہی یعنی پرائمری تک پڑھنے کے بعد عملی زندگی میں آ گئے۔ پاکستان کے قیام پر الطاف حالؔی کے اس شہر کو چھوڑا اور پاکستان آ گئے۔ بالآخر حیدر آباد میں مستقل رہائش اختیار کی (۶۷)۔نعت بڑے سادہ اسلوب میں کہتے ہیں لیکن عشق ومحبت میں ڈوب کر کہتے ہیں۔

مکّے میں مخلوق کا کعبہ اس کا نور مدینے میں
حُرمتِ کعبہ ہی کی خاطر آئے حضور ﷺ مدینے میں
ہجرت کی شب یہ اپنے محبوب ﷺ سے رب نے فرمایا
عشقِ نبی ﷺ سے ذرہ ذرہ ملے گا چُور مدینے میں
وقتِ ظہر اُس دن تحویلِ کعبہ کا جب حکم ہوا
خود کعبے کا راز کھلا کعبے سے دور مدینے میں
گلی گلی ''یا نبیؐ'' کے نغمے زباں زباں پر نعتِ نبی ﷺ
ہر لمحہ رحمت کی بارش ہے بھرپور مدینے میں
اس بات پہ تاؔج تمہاری شاید بخشش ہو جائے
دیکھ رہا ہوں دل ہے تمہارا تم سے دور مدینے میں

تاؔج قائم خانی

گلاب خان نام، تاؔج تخلص اور قائم خانی قبیلے کے چشم و چراغ ہیں۔ ۱۳ مئی ۱۹۲۹ کو ''گھانگھ'' گاؤں (ریاست بیکانیر) میں پیدا ہوئے۔ والد احمد خان قائم خانی بھی صاحبِ کتاب تھے۔ اُن کی کتاب ''قائم خانی ملاپ پریاس'' ہے جس کا اُردو ترجمہ تاج نے ادب گلشن آبادی کے اشتراک سے ''سعیِ اتحاد'' کے نام سے کیا۔

تاؔج قائم خانی نے بی اے تک تعلیم حاصل کی اور پھر ایل ایل بی کرنے کے بعد وکالت کو بطور پیشہ اپنایا۔ تاؔج چیمبر میں جہاں انصاف کی باتیں ہوتی ہیں، وہاں علم وادب کی باتیں بھی ہوئی ہیں۔ دو کتابیں ''ڈھولا مارو'' اور ''چھاؤں سلگتی راہوں میں'' شائع ہو چکی ہیں (۶۹)۔

یہ ہے بزمِ مدحتِ مصطفیٰ ﷺ یہاں ارتکازِ جمال ہے
یہاں لفظ لفظ درود ہے، یہاں نورِ عزّ و جلال ہے
یہ زمیں بھی عرش نشاں بنی یہ بشر کا حسنِ کمال ہے
یہی عظمتوں کی دلیل ہے، یہی رفعتوں کی مثال ہے
یہ کمالِ عشقِ حضور ﷺ ہے کہ میں بے نیازِ جہاں ہوا
نہ طلب نہ حرص نہ آرزو، نہ عروج ہے نہ زوال ہے
یہ قمر یہ شمس یہ کہکشاں کفِ پائے رحمتِ دو جہاں ﷺ
یہی منتہائے نگاہ ہے، یہی انتہائے خیال ہے

ادریس شمیمؔ

محمد ادریس خان نام اور شمیمؔ تخلص کرتے ہیں۔ لیکن ادریس شمیمؔ کے قلمی نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ ۱۹۲۹ میں پیدا ہوئے۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ سکھر مسکن ہے۔ اسعدؔ شاہجہانپوری کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔ ''طلسمِ ذات'' تصنیف ہے۔

دل شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی پناہوں میں رہا
یوں سرافراز زمانے کی نگاہوں میں رہا
جگمگاتا ہی رہا مہرِ منور بن کر
جو بھی ذرہ مرے سرکار ﷺ کی راہوں میں رہا
ہجر میں اُن کے، نہ پوچھو میری حالت لوگو
کیف سا ایک مسلسل میری آہوں میں رہا
جو شہنشاہِ دو عالم ﷺ کا طلبگار نہیں
وہ بہر طور بھٹکتا ہُوا راہوں میں رہا
عالمِ خواب ہو یا عالمِ بیداری ہو
ہر نفس آپ ﷺ کے مَیں چشم براہوں میں رہا

ضامنؔ حسنی

سید ضامنؔ علی حسنی یکم مئی ۱۹۳۰ کو پٹیالہ (ہندوستان) کے ایک علمی اور ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد سید صادق علی حسنی خوش الحان نعت خوان اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم رکن بلکہ مسلم لیگ ضلع نارنول کے سالارِ اعلیٰ تھے۔

سید ضامنؔ علی حسنی نے علمی و ادبی ماحول میں پرورش پائی۔ ۱۹۴۶ سے شعر کہنا شروع کر دیا۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور منشی فاضل (فارسی) کا امتحان پاس کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پٹیالہ سے آ کر حیدر آباد کو مسکن بنایا اور درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ طویل تدریسی خدمات کے بعد ہیڈ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

''ضامنِ حقیقت'' نعتوں اور منقبت پر مشتمل مجموعہ کلام ہے (۲۹)۔

میں مقصدِ حیات کو قسمت سے پا گیا
سرکارِ دو جہاں ﷺ کی غلامی میں آ گیا
وردِ درودِ پاک کا اللہ رے اثر
میرے دل و دماغ پر ایک کیف چھا گیا
محسوس ہو رہا ہے کسک میں بھی اک مزا
عشقِ رسولِ پاک ﷺ مجھے راس آ گیا
جن کی طلب میں سُوئے مدینہ چلا تھا میں
ہر سمت راستے میں انہیں دیکھتا گیا
مقبول ہو گیا کسی تاخیر کے بغیر
جب خدمتِ حضور ﷺ میں حرفِ دعا گیا
یادِ رسول ﷺ آتے ہی طیبہ کی سمت کو
میرا خیال صورتِ موجِ صبا گیا
حسرتؔ حبیبِ حقؐ نے سہارا دیا مجھے
جب راہِ زندگی میں قدم ڈگمگا گیا

حسرتؔ اسعدی

حسرتؔ اسعدی شاعری اور فنِ عروض میں دردؔ اسعدی کے شاگرد ہیں۔ ۱۹۳۲ میں پیدا ہوئے۔ ماں باپ نے نام عبدالکریم رکھا۔ مڈل تک تعلیم حاصل کر پائے تھے کہ حالات کی زد میں آ گئے۔ جس نے ایک طرف مزید تعلیم روک دی لیکن دوسری طرف شاعر بنا دیا۔

جنابِ عبدالکریم حسرتؔ اسعدی سکھر میں مقیم ہیں۔

فریاد ہے اسے کشتیِ اُمت کی نگہبان ﷺ
میں بھی، مرے ماں باپ بھی ہوں آپ ﷺ پہ قربان
ہر گوشۂ عالم میں مسلماں ہیں پریشان
للہ کریں نظرِ کرم اے شہِ ذی شان ﷺ
آپس میں مخالف ہیں تو اغیار پہ قربان
شمّہ بھی نہیں ہم میں علاماتِ مسلمان
نَے صدق و صفا اور نہ ہے دولتِ ایمان
اسلام سے دوری ہے، خرافات کا رُجحان
ہیں وادیٔ پرخار میں سرگشتہ و حیران
گم گشتۂ منزل ہیں، نہیں راہ کی پہچان (۵۴)

بیگم قمؔر القادری

قمؔر جہاں بنتِ سید احمد قادری ۱۹۳۲ء میں سرہند شریف ریاست پٹیالہ میں پیدا ہوئیں۔ مادری زبان فارسی اور پشتو ہے۔ والدہ ماجدہ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی کی اولاد سے تھیں اور وطن قندھار تھا۔ والد صاحب انقلابِ روس سے متاثر ہو کر بمشکل اپنی والدہ اور دو بہنوں کو لے کر ریاست حیدر آباد پہنچے۔ قمر جہاں نے ابتدائی تعلیم والدہ سے حاصل کی جو پشتو کی شاعرہ تھیں۔ والد اردو اور فارسی کے شاعر و انشاء پرداز تھے۔ بھائی شاعر تھے اور فرحتؔ تخلص کرتے تھے۔ قمر جہاں نے مدرسۃ البنات لاہور سے اردو، فارسی اور انگریزی کے امتحانات دیئے۔ لاہور میں تھیں جب ادیب فاضل کا امتحان دیا اور پورے پنجاب میں اول آئیں۔ لاہور قیام کے دوران ہی ادبی ذوق پروان چڑھا۔ ہجرت کے بعد ٹنڈو جام میں رہائش رکھی ہے۔ بعد ازاں حیدر آباد میں مقیم ہو گئیں۔ "لمعاتِ قمر" ان کا پہلا شعری مجمو

جب سوال اک نور کی تخلیق کا پیدا ہوا
آئنے کے نور سے اک آئنہ پیدا ہوا
جو بھٹکتے تھے جہالت کے سلگتے دشت میں
ایسے لوگوں کے لیے بھی رہنما پیدا ہوا
جس کی ہر آہٹ، تجلی کا سمندر ہے، وہ نام
قرب کی چادر کو پھیلاتا ہوا پیدا ہوا
نور کا تیشہ ملا تو آدمی کے قلب میں
پتھروں کو توڑنے کا حوصلہ پیدا ہوا
پیکرِ نوریں کے دامن کی ہوا لگنے کے بعد
آدمیت کے ثمر میں ذائقہ پیدا ہوا
جب اندھیروں کی فصیلیں ٹوٹ کر گرنے لگیں
ہر دریچے سے صدا آئی، یہ کیا پیدا ہوا
اے خلشؔ وہ شہر فردوسِ بریں سے کم نہیں
جس کے دامن میں حبیبِ کبریا ﷺ پیدا ہوا(۳۸)

خلشؔ مظفر

خلشؔ مظفر کا اصل نام عبدالرحیم ہے اور والد کا نام عبدالکریم۔ خلشؔ مظفر ۶ جنوری ۱۹۲۳ کو بمقام کلیر شریف (ہندوستان) پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم روڑکی میں حاصل کی۔ اور صرف چار جماعتیں پاس کیں۔ برِّصغیر کی تقسیم کے بعد ۱۹۴۸ میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور حیدر آباد کو ٹھکانا بنایا۔ بعد ازاں یہیں تعلیم کو مزید آگے بڑھایا۔ والد حکیم تھے۔ لہٰذا انہوں نے بھی حکمت کی تعلیم حاصل کی اور والد کے پیشے کو ذریعہ معاش بنا لیا۔ دورانِ تعلیم شعر وسخن کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے (۶۲)۔

خورشیدِ حرا نکل رہا ہے
عالم ہے کہ آنکھ مل رہا ہے
وہ حق کا چراغ جل رہا ہے
باطل کا غرور ڈھل رہا ہے
سرکار ﷺ کا جو عمل رہا ہے
قرآن کا ماحصل رہا ہے
پابوسیٔ شاہِ دوسرا ﷺ کو
کونین کا دل مچل رہا ہے
سرکار ﷺ کے لب پہ ہے تبسّم
سورج سا کوئی نکل رہا ہے
رحمت لقب نبیِ اُمّی ﷺ
دستورِ جہاں بدل رہا ہے
بعثت سے حبیبِ کبریا ﷺ کی
وحدت کا چراغ جل رہا ہے
لب پر ہے مرے درود عزمیؔ
ہر سانس ثنا میں ڈھل رہا ہے(۴۷)

ارتضا عزمیؔ

سید ارتضا علی المعروف ارتضا عزمیؔ ۱۹۳۳ میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں شعر کہنا شروع کر دیا اور اخگر تخلص کرنے لگے۔ پھر محمد یوسف خان عزمؔ اکبر آبادی کی شاگردی اختیار کی اور عزمیؔ تخلص کرنے لگے۔ ۱۹۴۸ میں ہجرت کر کے کراچی میں قیام پذیر ہوئے۔ لیکن دسمبر ۱۹۵۶ میں حیدر آباد چلے گئے۔ ''چہرہ نما'' مجموعہ کلام ہے (۴۹)۔

خدا کے بعد نبی ﷺ نورِ ایزدی کی طرح
نبی ﷺ کے بعد نہیں کوئی بھی نبیؐ کی طرح

مقامِ عظمتِ انسانیت ذرا دیکھو
حبیبِ ربِّ دو عالم ﷺ اور آدمی کی طرح

بہ فیضِ احمدِ مرسل ﷺ یہ خاک کا پُتلا
بکھر گیا ہے زمانے میں روشنی کی طرح

وہی خدا ہے، وہی نسبتِ رسولِ خدا ﷺ
مرے وجود میں اک شے ہے زندگی کی طرح

وفورِ عشق میں یہ احتیاط لازم ہے
خدا خدا کی طرح ہے نبی ﷺ نبی کی طرح

کہاں وہ داورِ محشر کی رحمتیں عارفؔ
کہاں میں ایک گنہگار اُمّتی کی طرح

عارفؔ رحمانی

عارفؔ رحمانی ادبی و علمی حلقوں میں اس نام سے پہچانے جاتے ہوں تو الگ بات ہے لیکن خاندان والوں کے لئے وہ آج بھی عارف عمر خان ہیں۔ رحمانی کب بنے اور کیسے بنے۔ اس کا تعلق اُن کے شغفِ شاعری سے ہے۔

عارف عمر خان ۱۹۳۳ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کو وقفے وقفے سے ایم اے تک پہنچا دیا اور ادیب عالم بھی کیا۔ فنِ شاعری صولت ٹونکی سے سیکھا۔ حیدر آباد میں مقیم ہیں (۱۳)۔

اپنے قدموں میں بلا لیں مرے آقا ﷺ مجھ کو
جانے کس سمت لئے جاتی ہے دنیا مجھ کو

سیرتِ پاک سمجھنے کیلئے قرآں ہے
اپنی جانب سے کوئی بات نہ سمجھا مجھ کو

اُن کی الفت ہی مرا زادِ سفر ٹھہرے گی
موت کے بعد بہت دور ہے جانا مجھ کو

دل نے یک لخت کہا، دل سے محمد ﷺ کہہ دے
میں نے پوچھا تھا وظیفہ کوئی بتلا مجھ کو

تشنہؔ بس ایک تمنا کے سوا کچھ بھی نہیں
مصطفیٰ ﷺ کاش کہیں حشر میں اپنا مجھ کو

ظافر تشنہؔ

ظافر تشنہؔ سے میری ملاقات ۱۹۹۸ میں جب حیدر آباد میں ہوئی تو وہ قریباً ۶۵ کے پیٹے میں تھے۔ چالیس سال تک درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہنے کے بعد آج کل ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔ اردو، انگریزی اور سندھی زبان و ادب پر عبور رکھتے ہیں۔ اور تینوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں۔ اور ایک سندھی پرچے کے نیوز ایڈیٹر بھی ہیں۔

ظافر تشنہؔ کا اصل نام محمد ظافر علی خان ہے۔ والد مولوی محمد امداد علی خان بھی ایک شریف النفس اور باعلم شخصیت تھے۔ تشنہؔ نے ایم اے۔ بی ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں ’’گڑیا‘‘ (معصوم بچوں کے لیے نظمیں)۔ ’’دل کی آواز‘‘ (منظوم ڈرامے)۔ ’’لہجہ‘‘ (غزلیات)۔ ’’آدم خور‘‘ (مثنوی) اور ’’ہوا لال ہوگئی‘‘ (مرثیے) شامل ہیں۔ حمد و نعت کا بھی ایک ذخیرہ موجود ہے لیکن ابھی تک یکجا نہیں کیا۔

وحدت کا اعلان محمد ﷺ
بخشش کا سامان محمد ﷺ

رحمت تم پر نازل ہو گی
کہتے رہو ہر آن محمد ﷺ

نورِ مجسم رحمتِ عالم
خالق کی پہچان محمد ﷺ

فرش سے جا کر عرشِ بریں پر
حق کے ہوئے مہمان محمد ﷺ

آپ ﷺ کے در کا روحِ امیںؑ ہے
اک ادنیٰ دربان محمد ﷺ

آپ ﷺ کی الفت کے بدلے میں
سب کچھ ہے قربان محمد ﷺ

شعلہ بدایونی

شعلہؔ تخلّص ہے۔ بدایوں مقامِ پیدائش ہونے کی نسبت سے شعلہؔ بدایونی کہلوانا پسند کیا۔ نام اشرف حسین ہے۔ ۱۹۳۴ میں شکیل کے بدایوں میں پیدا ہوئے۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو خاندان کے ہمراہ بدایوں کو خدا حافظ کہا اور پاکستان آ گئے۔ ٹنڈو ولی محمد میں گلستانِ اشرف مسکن ہے۔

شاعری کی ابتداء پاکستان میں آ کر ہوئی اور اس کی ابجد سیکھنے کے لئے خادمؔ اجمیری کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ غزل کے ساتھ ساتھ حمد و نعت بھی کہتے ہیں جس میں سادگی اور روانی ہوتی ہے۔

کعبہ میں ہے ابھی، ابھی طیبہ نگر میں ہے
خوش ہوں کہ میرا ذوقِ نظارہ سفر میں ہے

وہ بات طور میں، نہ کسی سنگِ در میں ہے
جو بات آستانۂ خیر البشر ﷺ میں ہے

جس کا علاج صرف محمد ﷺ کی اک نظر
اک ایسا اضطراب ہمارے جگر میں ہے

میں اپنی زندگی کو کہوں کیوں نہ کامیاب
سودائے عشقِ سرورِ کونین ﷺ سر میں ہے

سجدہ جسے فرشتوں نے روزِ ازل کیا
وہ نورِ لم یزل تو لباسِ بشر میں ہے

سرکار ﷺ پھر نگاہِ کرم بیکسوں پہ ہو
سرکار ﷺ پھر سفینۂ امت بھنور میں ہے(۱۳)

عزیز وارثی

عزیز الرحمان خان وارثی نام اور عزیزؔ تخلص ہے۔ ۴ جنوری ۱۹۳۴ کو فیروز آباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ والد ولی محمد خان وارثی وہیں تجارت کرتے تھے۔ عزیزؔ وارثی نے بھی جامعہ اردو آگرہ سے فارسی فاضل کرنیکے بعد تجارت شروع کر دی۔ لیکن بعد میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور حیدر آباد کو اپنا مسکن بنایا۔ شعر و سخن کی طرف راغب ہوئے تو پہلے دردؔ اسعدی اور پھر برگؔ یوسفی سے شرفِ تلمّذ حاصل کیا۔ شعری مجموعہ ''چراغِ نو'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے(۴۱)۔

فراقِ مصطفیٰ ﷺ میں دل ہوا سنجیدہ سنجیدہ
رہا کرتا ہے ذوالحج میں بہت رنجیدہ رنجیدہ

یہ میری زیست اب دامِ الم میں ہو گئی ہے قید
رہائی کا مری ہے مسئلہ پیچیدہ پیچیدہ

ترے روضے پہ زائر گھوم کر جب آ گئے سارے
سنا ہم نے تو پھر ہم ہو گئے نم دیدہ نم دیدہ

کبھی وہ وقت بھی آئے کہ جب ہم جائیں طیبہ کو
محمد ﷺ کے وطن پر دل ہو پھر گرویدہ گرویدہ

خدا کے فضل سے جب انوریؔ جائے گی بطحا کو
تو محرم ہو گی بیساکھی قدم لرزیدہ لرزیدہ (۳۴)

انور فاخرہ انوریؔ

انور فاخرہ نام اور انوریؔ تخلص ہے۔ ۱۹۳۴ کے لگ بھگ کاسگنج کے ایک معزز گھرانے میں جنم لیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کاسگنج سے ہجرت کی اور سکھر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ پردے کی سخت پابند ہیں۔ ایک خداترس اور عبادت گزار خاتون ہیں۔ خداترسی کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

حج پر جانا چاہ رہی تھیں۔ ضروری اُمور نمٹانے کراچی گئیں تو وہاں بیمار ہو گئیں اور ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ ہسپتال میں ایک شخص کا آپریشن ہونے والا تھا اور ڈاکٹر نے چھے ہزار روپے کا مطالبہ کیا۔ وہ بے چارہ موت اور زندگی کی کشمکش میں رقم کا بندوبست نہ کر سکا تو انوری نے حج کے لئے جمع پونجی میں سے چھے ہزار اس شخص کیلئے صَرف کر دیئے اور سکھر واپس آ گئیں۔ اسی طرح بیٹی کے لئے جمع کردہ جہیز ایک غریب خاتون کی جوان بیٹی کی شادی کیلئے دے دیا (۳۴)۔ حمد و نعت کا مجموعہ ''گل ہائے عقیدت'' شائع ہو چکا ہے۔

آنکھوں کی روشنی ہیں تو پیارے رسول ﷺ ہیں
اک آفتابِ حسن ہمارے رسول ﷺ ہیں

مہتاب کی ہو رات کہ ہو صبحِ آفتاب
ہر اُمتی کی آنکھ کے تارے رسول ﷺ ہیں

سکّہ نبی ﷺ کا کیوں نہ چلے کائنات میں
جب دو جہاں کے راج دُلارے رسول ﷺ ہیں

قربان اُن پہ کیوں نہ کروں دل ہزار بار
مجھ جیسے بے نوا کے سہارے رسول ﷺ ہیں

منصورؔ اجمیری

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اجمیر میں قیام نے اسے اجمیر شریف بنا دیا اور دنیا کے گوشے گوشے میں اسے روشناس کرا دیا۔ پھر یوں ہوا کہ اس شہر سے اٹھنے والے خمیر نے اپنے ساتھ اجمیری کا لاحقہ لازمی قرار دے لیا۔ منصورؔ اجمیری بھی اسی شہر میں ۱۹۳۴ میں پیدا ہوئے۔ اور جب منصورؔ تخلص استعمال کرنے کا شعور ہوا تو ساتھ اجمیری لکھنا لازم قرار پایا۔

منصورؔ اجمیری کا اصل نام عبدالشکور ہے۔ شاعری میں برگؔ یوسفی سے شرفِ تلمّذ حاصل کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد حیدر آباد میں مقیم ہوئے۔ ''عشقِ منصور'' شعری مجموعہ ہے۔

چلی ہے لے کے تری یادِ مشک بار کہاں
کہاں عنایتِ عاصی، ترا دیار کہاں
بہارِ جاں ہے تمہارا خیالِ دل افروز
تمہاری یاد نہ مہکے تو پھر بہار کہاں
نظر کے سامنے آبِ رواں کی چادر ہے
اب اس کی اوٹ سے آئے نظر مزار کہاں
غبارِ کوئے نبی ﷺ سرمۂ بصیرت ہے
اب اس غبار سے جائے بھلا سوار کہاں
حضور ﷺ آپ کی امت کا حال ابتر ہے
نہ جانے کھو گیا اسلافِ کا وقار کہاں
اور اس زوال و مصیبت کے باوجود حضور ﷺ
یہ قوم اپنے گناہوں پہ شرمسار کہاں
سوائے طیبہ و بطحا کہاں سکون ملے
قرار پائے عنایت کا قلبِ زار کہاں (۵۲)

پروفیسر عنایت علی خان

پروفیسر عنایت علی خان ۱۹۳۵ میں ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان آئے اور حیدر آباد کے ہو رہے۔ ۱۹۶۲ میں سندھ یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور یونیورسٹی بھر میں اول آئے۔ بعد ازاں بی ٹی کی ڈگری حاصل کی اور شعبۂ درس و تدریس سے منسلک ہو گئے۔ اردو میں شعر کہتے ہیں۔ فکاہیہ شاعری میں ان کا اپنا انداز ہے اور یہی وجہِ شہرت ہے۔ اردو کی درسی کُتُب بھی تدوین کیں۔ جس میں سے چھ پر انعام ملا (۴۱)۔

اللہ رے کس درجہ ہے تاثیر کرم کی
منہ پھیر دیا غم کا مدینے کی ہَوا نے
اللہ کی رحمت ہوئی سرکار ﷺ کی صورت
در کھول دیئے ہم پہ عنایاتِ خدا نے
سنتے ہیں کہ بخشش کی سَنَد در سے ملے گی
ہم آئے ہیں سرکار ﷺ میں نام اپنا لکھانے
دھڑکن ہی کہیں دل کی نہ رک جائے خوشی میں
آئی ہے مدینے سے صبا آج بلانے
تاباں ہیں مہ و انجم و خورشید جو اب تک
وہ روشنی دی ہے انہیں نقشِ کفِ پا نے (۲۷)

ضیاء الحق قاسمی

ضیاء الحق قاسمی معروف صحافی اور شاعر عطاء الحق قاسمی کے بھائی ہیں۔ والد کا نام مولانا بہاؤ الحق قاسمی ہے۔

ضیاء الحق نے ۱۵ مئی ۱۹۳۵ کو امرتسر میں آنکھ کھولی۔ دینی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ فنِ قراءت قاری عبدالرحیم سے سیکھا۔ قرآنِ پاک بھی انھی سے حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم امرتسر ہی سے حاصل کی۔ پاکستان آ کر والدین کے ساتھ وزیر آباد میں مقیم ہوئے۔ یہیں رہ کر میٹرک، فارسی فاضل اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی۔ بعد ازاں حیدر آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ عملی اور ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ یہاں کافی عرصہ کاروبار کرنے کے بعد کراچی منتقل ہو گئے اور آج کل کراچی میں مقیم ہیں (۲۷)۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر خوشبوؤں کے شہر میں جانے کا شوق ہے
روداد غم نبی ﷺ کو سنانے کا شوق ہے
سرکارِ دو جہاں ﷺ کی مَحبّت کے نور سے
دل کو چَراغِ طور بنانے کا شوق ہے
مجھ کو رسولِ اُمّی لقب ﷺ کے جمال سے
محرابِ جان و دل کو سجانے کا شوق ہے
میں عاشقِ رسول ﷺ ہوں مجھ کو چمن چمن
سچائی کے گُلاب اُگانے کا شوق ہے
اُن کی محبتوں کے سہارے سے آج بھی
مجھ کو منافرت کے مٹانے کا شوق ہے
مضطر جمالِ رحمتِ عالم ﷺ کے نام سے
میری نظر کو آئنہ خانے کا شوق ہے(۱۳)

مضطر ہاشمی

عزیز احمد نام اور مضطر تخلص ہے۔ چونکہ ہاشمی خاندان کے چشم وچراغ ہیں اس لئے مضطر ہاشمی ہیں۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۶ کو اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام نظیر احمد ہاشمی ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کی اور اکبر آباد سے حیدر آباد میں آ کر مقیم ہوئے۔ شاعری میں شرف سیمابی سے اصلاح لی (۳۳)۔

مانگنے والوں کو اندازہ نہ تھا — دامنِ رحمت میں ورنہ کیا نہ تھا
ان سے پہلے بارشِ رحمت لیے — موسمِ بخشش کبھی آیا نہ تھا
آپ ﷺ سے پہلے کسی کے روبرو — پتھروں کو بولتے دیکھا نہ تھا
آپ ﷺ نے ان عالموں کی سیر کی — دوسرا کوئی جہاں پہنچا نہ تھا
آپ ﷺ کے آنے سے پہلے آدمی — زندگی کا مدعا سمجھا نہ تھا
آدمیت کے برہنہ جسم پر — کوئی چادر ڈالنے والا نہ تھا
جس سے ظاہر ہو وقارِ زندگی — کوئی پہلو کوئی رُخ ایسا نہ تھا
جھوٹ عیاری دغا مکر و فریب — بات کوئی خیر کی کرتا نہ تھا
بھیڑیوں کے روپ میں تھا آدمی — کون تھا جو خون کا پیاسا نہ تھا
آپ ﷺ نے آ کر نظامِ زندگی — اس طرح بدلا کبھی بدلا نہ تھا
اس طرح سب کو نوازا آپ ﷺ نے — جیسے کوئی بھی برا اچھا نہ تھا
بھیک اس کو بھی عطا کی آپ ﷺ نے — جس نے اپنا ہاتھ پھیلایا نہ تھا
نعمت الفت اسے بھی بخش دی — آپ ﷺ کو جس نے کبھی دیکھا نہ تھا
وہ بھی بخشا میرے آقا ﷺ نے اسے — جس نے جو چاہو مگر مانگا نہ تھا(۵۵)

بدر ساگری

گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے مجلّہ اوج (نعت نمبر) میں بدر ساگری کا نام مبین محمد جبکہ پاکستانی اہلِ قلم کی ڈائریکٹری میں مبین احمد درج ہے۔ اس طرح سن پیدائش بالترتیب ۱۹۳۶ اور ۱۹۳۷ درج ہے۔ یہ ساگر (یوپی) میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے بدر ساگری لکھنے لگے۔ قیامِ پاکستان کے بعد حیدر آباد میں سکونت اختیار کی۔

درد اسعدی (مرحوم) سے شرفِ تلمذ ہے۔ اظہار کے لئے اُردو زبان کا انتخاب کیا۔ نعتیہ مجموعہ ''القلم'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

خرد کو ڈال دے جو فکر کے گہرے سمندر میں
جنوں ایسا تو ہونا چاہیے عشقِ پیمبر ﷺ میں

جہاں کی بادشاہی دیکھتا ہوں اس کی ٹھوکر میں
ہے جس کا نام فہرستِ غلامانِ پیمبر ﷺ میں

نبی ﷺ کا حسنِ سیرت دیکھئے شبیرؓ و شبرؓ میں
چمک ہے اور پھر یکساں چمک ہے لعل و گوہر میں

نہ چھیڑ اے گردشِ دوراں، پشیماں ہو کے جائے گی
نبی ﷺ کے عشق کا سودا لیے بیٹھا ہوں میں سر میں

ہماری میکشی پر میکشی بھی ناز کرتی ہے
مئے حُبِّ نبی ﷺ پیتے ہیں ''مَنْ کُنْتُ'' کے ساغر میں

کسی میں ہم نے ایسی خوبیاں دیکھی نہیں عادل
جو دیکھیں پانچ میں، بارہ میں، چودہ میں، بہتّر میں

عادلؔ رضوی

عادلؔ رضوی کا نام قائم حسین ہے۔ شاعری کے لیے عادلؔ تخلّص بہتر سمجھا اور عادل بن گئے۔ ۱۹۳۷ میں پیدا ہوئے۔ حالات کی دگرگونی کے باوجود ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ انھیں شعر کہتے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا۔ شاعری شروع کی تو رموزِ شاعری سمجھنے کے لئے سیمابؔ اکبرآبادی کے شاگرد شرفؔ سیمابی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

کرم کی آبرو الفت کی جاں ہے
محمد ﷺ نازشِ کون و مکاں ہے

وہ جس سے رونقِ کون و مکاں ہے
وہی انسانیت کا دل ہے، جاں ہے

دیارِ مصطفیٰ ﷺ کا ذرہ ذرہ
حریفِ مہر و ماہ و کہکشاں ہے

قدم لیتی ہے جس کا بڑھ کے منزل
ہمارا وہ امیر کارواں ہے

شہِ کونین ﷺ کی الفت ہے جس میں
وہ دل عشقِ الٰہی کا جہاں ہے

مقبول شاربؔ

مقبول حسین شاربؔ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۸ کو نارنول ریاست پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو خاندان کے ساتھ ہجرت کی اور مملکتِ خداداد میں آباد ہوئے۔ حیدرآباد میں مستقل قیام ہے۔ یہیں سے اُردو میں ایم اے کیا۔ ۱۹۶۴ سے شعر کہنا شروع کیا۔ سید حشمت حسین خادمؔ اجمیری اور محمد انوار الحق نہالؔ اجمیری کے تلمیذ ہیں۔ ملک کے بہت سے رسائل میں باقاعدگی سے لکھتے رہتے ہیں اور کئی سماجی و ادبی تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ مقبول شاربؔ کے والد کا نام مولوی سید ذاکر حسین ہے جو ایک علمی شخصیت ہیں۔ ''اندازِ چمن''۔ شاربؔ کی غزلوں کا اور ''مہرِ جہاں تاب'' نعتوں اور مناقب کا مجموعہ ہے۔

نعتِ احمد ﷺ میں وہ الفاظ کی زیبائی ہے
ایسا لگتا ہے کوئی انجمن آرائی ہے

دل میں پھر یادِ نبی ﷺ جھوم کے لہرائی ہے
پھر مرے گلشنِ ہستی میں بہار آئی ہے

لے چل اے عشق درِ شاہِ رسولاں ﷺ پہ مجھے
ایک عالم کہ جہاں محوِ جبیں سائی ہے

دور طیبہ سے بہت دور پڑا ہوں یا رب
کوئی دمساز نہیں، عالمِ تنہائی ہے

جاؤ دیکھو تو ذرا سُوئے مدینہ یارو
غالباً پھر کوئی پیغام صبا لائی ہے

اَن گِنت لاکھ سہی تشنہ لبانِ محشر
بیکراں آپ ﷺ کے کوثر کی بھی گہرائی ہے

نعت میں گنجِ معانی ہے خدا کی بخشش
ورنہ مضطرؔ کو کہاں طاقتِ گویائی ہے

سردار مضطرؔ

سردار حسین نام اور مضطرؔ تخلص ہے۔ ٹنڈو میر غلام حسین کے تشنہ لبانِ محشر میں سے ایک شخصیت سردار مضطر ۱۹۳۹ میں اس دنیا میں آئے۔ حالات نے اتنی اجازت ہی نہیں دی کہ علمی ڈگریاں حاصل کر سکتے۔ مڈل تک ہی تعلیم پا سکے لیکن زمانے سے بہت کچھ سیکھا اور پڑھا۔ دردؔ اسعدی سے شعری رموز سیکھے اور نعت کے پیارے اشعار کہے۔

سب سے افضل سب سے اعلیٰ سب سے بہتر آپ ﷺ ہیں
میرے مولا میرے آقا ﷺ میرے سرور آپ ﷺ ہیں

آپ ﷺ سرِّ کن فکاں ہیں آپ ﷺ وجہِ کائنات
مالکِ کون و مکاں محبوبِ داور آپ ﷺ ہیں

آپ ﷺ نے بخشا ہے انساں کو شعورِ زندگی
محسنِ انسانیت اللہُ اکبر آپ ﷺ ہیں

آپ ﷺ کے در سے کبھی خالی کوئی لوٹا نہیں
منبعِ جُود و سخا، الطاف پیکر آپ ﷺ ہیں

ہم گنہگاروں کو کافی ہے سہارا آپ ﷺ کا
شافعِ روزِ جزا ساقیِ کوثر آپ ﷺ ہیں

جنبشِ ابروئے حضرت ﷺ پر ہے رقصاں کائنات
کائنات اک دائرہ ہے اور محور آپ ﷺ ہیں

التجا کس سے کرے ماہرؔ سوائے آپ ﷺ کے
آپ ﷺ کا بندہ ہے ماہرؔ، بندہ پرور آپ ﷺ ہیں (۶۹)

ماہرؔ اجمیری

محمد حسین نام، ماہرؔ تخلص اور ماہر اجمیری کے نام سے معروف ہیں۔ ۵ مئی ۱۹۴۰ کو بیاور (اجمیر) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۸ میں والدین کے ساتھ ہجرت کی اور پاکستان میں آ کر میر پور خاص میں مقیم ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا اور محکمہ صحت میں ملازم ہو گئے۔ ۱۹۵۸ میں ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ زاہدؔ رانکوی، شاہدؔ اکبر آبادی اور اعجازؔ جودھپوری سے اصلاح لی۔ ''عزتِ رسوائی'' (غزلیات) اور ''محوِ کائنات'' (نعتیہ مجموعہ) زیرِ ترتیب ہیں (۶۹)۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تھا رہِ شوق میں جب توسنِ تخییل رواں
اور خود تھا میں یم فکرِ سخن میں غلطاں
دفعتاً چشمِ تصور نے دکھایا یہ سماں
روح و دل آج بھی ہیں جس کے اثر سے شاداں
مل گئی میرے مقدر کو یہ ساعت کیسے
بزمِ سرکار ﷺ میں جا پہنچا ہوں اڑ کر جیسے

درمیاں آپ ﷺ ستاروں کے ہیں ماہِ کامل
ان میں حسانؓ ثنا خوانِ نبی ﷺ ہیں شامل
نعت خوانی سے ہے محظوظ یہاں پر ہر دل
بالیقیں رشکِ فلک ہے یہ زمیں کی محفل
ختم جب نعت ہوئی، آئی صدائے تحسیں
"مرحبا" خود کہا سرکار ﷺ نے با قلب مبیں

پھر کہا رکھتے ہو تم نظمِ تخیل کا ہنر
خاتمِ شعر میں جڑ دیتے ہو سچے گوہر
یہ فصاحت، یہ بلاغت، یہ لطافت، یہ اثر
کاوشیں کرتے ہو یہ میرے لئے تم کیونکر
سن کے تحسین کے الفاظ لبِ حضرت ﷺ سے
بولے حسانؓ سرِ بزم بڑی ہمت سے

بن گئی آپ کی مدحت میری پہچان حضور ﷺ
اس حوالے سے ہی مشہور ہے حسان حضور ﷺ
آپ پر ہوں میرے ماں باپ بھی قربان حضور ﷺ

نعت گوئی سے بڑھی آپ کی کب شان حضور ﷺ
ہے بزرگی میں فقط بعد خدا آپ ﷺ کی ذات
اس سے کم اور نہ ہے اس سے سوا آپ ﷺ کی ذات

یا نبی ﷺ میں نے تو حاصل یہ سعادت کر کے
قد بڑھا اپنا لیا آپ ﷺ کی مدحت کر کے
دولت اب حسنِ تبسم کی عنایت کر کے
کیجئے مجھ کو غنی ایسی سخاوت کر کے
جس سے سرشار رہوں اور نہ کوئی غم ہو
تا قیامت نہ مری رفعت و عظمت کم ہو(۶۳)

زاہد رائلوی

محمد اسماعیل شیخ نام اور زاہد تخلص ہے۔ رائلہ (ریاست اودھے پور) میں ۱۹۴۰ میں فتح محمد شیخ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فارسی و ہندی میں حاصل کی۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے کچھ عرصہ بعد راجستھان (رائلہ) سے ہجرت کی اور میر پور خاص کو مسکن بنایا۔ ۱۹۶۸ میں ماڈرن اورینٹل کالج کراچی سے "ادیب اُردو" کا امتحان پاس کیا۔ ایک مضامین کا مجموعہ، ایک افسانوں اور کہانیوں کا مجموعہ اور ایک نظموں اور غزلوں کا مجموعہ اشاعت کے لئے تیار ہیں۔ ان کی نعتیں مختلف رسائل کی زینت بنتی رہتی ہیں (۶۳)۔

— صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم —

اے نورِ خدا دہر کی تاریک گھٹا میں
ہم تیرہ نصیبوں کو تری ذات بہت ہے

ہم کو نہیں منظور کہ کچھ اور بھی چاہیں
اک چشمِ کرم قبلۂ حاجات بہت ہے

یہ تیرے تعلّق ترے شجرے کا ثمر ہے
اس دور میں بھی عزّتِ سادات بہت ہے

میں سوچ رہا ہوں کہ حضورِ شہِ شاہاں ﷺ
کیا میرے ان اشعار کی سوغات بہت ہے

آنکھوں نے ابھی شہرِ مدینہ نہیں دیکھا
سینے میں ابھی گرمئ جذبات بہت ہے

تم رحمتِ عالم ہو، مری سمت بھی دیکھو
محرومِ عنایات مری ذات بہت ہے

سیّد کاظم رضا

سید کاظم رضا ۱۰ جولائی ۱۹۴۰ کو ہندوستان (۱۱) کے ایک معروف علمی سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مدیر تھے، افسانہ نگار تھے، شاعر تھے۔ انہوں نے ہر کام کیا اور مستقل مزاجی سے کیا۔ وہ اپنے اعمال اور کردار میں نہایت واضح شخصیت کے مالک تھے۔ احباب سے بھی زیادہ تر ادبی معاملات پر ہی گفتگو کیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں جب وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ لکھنا پڑھنا بھی عملاً موقوف تھا۔ اس زمانے میں بھی ان کے سوچنے کا انداز ایک شاعر اور افسانہ نگار کا تھا (۵۸)۔ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ میں بھی طبع آزمائی کی جسے خاصی پذیرائی ہوئی۔ انھوں نے زندگی کے آخری ایّام حیدر آباد میں گزارے۔

— صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم —

عروج ان کا خدا کی قسم خدا جانے
نثارِ شمعِ رسالت ہوئے ہیں پروانے

انھی کے واسطے کوثر، انھی کے پیمانے
اسیر زلفِ محمد ﷺ ہوئے جو دیوانے

نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر جو چل رہے ہیں بشر
بڑے عروج پہ دیکھا ہے ان کو دنیا نے

عطائے رحمتِ ربِ کریم ہے اُن پر
شرف غلامی کا بخشا ہے جن کو آقا ﷺ نے

درود ان پہ جو رہبر ہیں بزمِ ہستی کے
سلام اُن پہ جو آئے بشر کو سمجھانے

عتیق احمد

عتیق احمد نام اور عتیق ہی بطور تخلص استعمال کرتے ہیں۔ سکھر میں رہائش پذیر ہیں۔ ۱۹۴۰ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی، پھر ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ جس نے میدانِ شاعری میں آپ کی بڑی مدد کی۔ لیکن پھر رموز سے آگاہی کے لئے پہلے سعید پیلی بھیتی اور پھر رحمت بریلوی سے اصلاح لی۔ ''گلشن گلشن پھول'' تصنیف ہے۔

بزمِ تصوّرات سجی تھی ابھی ابھی
نظروں میں مصطفیٰ ﷺ کی گلی تھی ابھی ابھی
سلطانِ دو جہاں ﷺ تھے نگاہوں کے سامنے
یادِ نبی ﷺ میں آنکھ لگی تھی ابھی ابھی
سینے میں رُک گیا تھا مرا دم اسی لیے
طَیبہ سے دل کی ڈور ہلی تھی ابھی ابھی
اتنا کرم ہوا کہ مقدر بدل گئے
اُن کے کرم کی بات چلی تھی ابھی ابھی
معلوم کر رہے تھے فرشتوں سے جبرئیلؑ
کس کی زباں پہ نعتِ نبی ﷺ تھی ابھی ابھی
شاید کہ مجھ کو یاد کیا ہے حضور ﷺ نے
اک روشنی سی دل میں ہوئی تھی ابھی ابھی
شبّیر چشمِ تر کی حقیقت نہ پوچھئے
ماہِ عرب ﷺ سے آنکھ ملی تھی ابھی ابھی

شبّیر انصاری

شہزاد احمد لکھتے ہیں۔ ''ایک زمانے میں صاحبزادہ شبّیر حسن انصاری کی نعتیں حیدر آباد و کراچی میں بہت مقبولِ عام تھیں۔ شبّیر انصاری حیدر آباد کے معروف شعراء کی صف میں شامل ہیں۔ موصوف شہر حیدر آباد کے جانے پہچانے اور منفرد لب و لہجے کے شاعر ہیں۔

بزمِ قرطاس وقلم حیدر آباد (سندھ) نے شبیر انصاری کی نعتوں پر مشتمل مجموعہ نعت ''یادِ نبی ﷺ میں'' میں شائع کیا تھا جو ۱۹۸۵ میں شائع ہوا'' (۴۵)۔

دل کی بستی رشکِ جنت ہو گئی
مجھ کو طَیبہ سے مَحبت ہو گئی
خُسروِ خوباں سے نسبت ہو گئی
زندگانی خوبصورت ہو گئی
جھولیاں بھرنے لگے شاہ و گدا
دُرفشاں جب شانِ رحمت ہو گئی
مانگی جب اُن کے وسیلے سے دُعا
داخلِ بابِ اجابت ہو گئی
بار بار آئے تصوّر میں حضور ﷺ
مُصحفِ رُخ کی تلاوت ہو گئی
ہے یہ شوقیؔ نعت گوئی کا صلہ
ملتفت چشمِ رسالت ہو گئی

وجاہت شوقیؔ

سید وجاہت حسین المعروف وجاہت شوقیؔ ۱۴ مئی ۱۹۴۱ کو نارنول ریاست پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد حیدر آباد میں مستقل سکونت اختیار کی۔ فارسی اور عربی کی تعلیم رضوانؔ نواز پوری اور مفتونؔ اجمیری سے حاصل کی۔ منشی عالم کا امتحان حیدر آباد بورڈ سے دیا۔ ان کے دادا حکیم عنایت حسین عنایت اور والد سید ممتاز الحسن کا شمار اردو کے شعرا میں ہوتا ہے۔ بڑے بھائی حشمت حسین حشمتؔ نارنولی بھی شاعر تھے۔ وجاہت شوقیؔ کا نعتیہ مجموعہ ''مایۂ دلنشیں'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ وجاہت شوقیؔ نے جس محبت، عقیدت اور جذبۂ ایمانی کے ساتھ یہ نعتیں کہی ہیں۔ ان کی مقبولیت کا اصل مقام تو بارگاہِ خداوندی اور سرکارِ نبوی ﷺ ہے لیکن اُن کے حلقہ تعارُف میں بھی ان کو پسندیدگی حاصل ہے (۴۶)۔

عرشِ حق کی طرف جب چلے مجتبیٰ ﷺ
جلوہ آرا تھا ہر سمت نورِ خدا
کہکشاں سے بنا اک نیا راستہ
فرشِ خاکی سے تا سدرۃُ المنتہیٰ
احتراماً تھے اِستادہ جنّ و ملک
نغمہ گر حور و غلماں تھے صلِ علیٰ
نعرہ کرتے تھے سب اصفیاءؒ اتقیاءؒ
آج دولہا بنا سیّدُ الانبیاء ﷺ
عرشِ اعظم سے آنے لگی یہ صدا
مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا مصطفیٰ ﷺ
پہنچے معراج میں جب رسولِ خدا ﷺ
کائناتِ دو عالم سے آئی صدا
جب خودی کی حقیقت سے پردہ اٹھا
پھر کہاں دوسرا میں رہا دُوسرا
حسن اور عشق ہیں آج پردہ کُشا
فرش پر مصطفیٰ ﷺ عرش پر کبریا
شانِ معراج سے بس یہ عقدہ کھلا
مرکزِ عشق ہیں خاتم الانبیاء ﷺ
"لا نبی بعد" ہے قولِ محبوبِ حق ﷺ
ورد اس کا ہے بھگوانؔ صبح و مسا(۲۴)

رانا بھگوان داس بھگوانؔ

رانا بھگوانؔ داس ۲۹ دسمبر ۱۹۴۲ کو نصیر آباد لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ رانا جیا مل کے بڑے بیٹے ہیں۔ ان کے دادا رانا پوہو رام ملتان کی سرزمین سے سندھ میں آ بسے تھے۔ بھگوانؔ داس ایم اے (معارفِ اسلامیہ) اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کر کے صوبائی ملازمتوں میں عدلیہ کے لئے منتخب ہوئے اور آج کل سندھ ہائی کورٹ میں جج ہیں۔

انھوں نے اسلامی موضوعات پر نظم و نثر میں بہت زیادہ لکھا۔ تصانیف میں ''مقالات رانا بھگوان داس''۔ ''تاریخِ تعمیر کعبہ''۔ ''سوانحِ سرمد شہید''۔ ''حیاتِ خسروؒ''۔ ''نظم و نسقِ مغلیہ'' اور ''داستان سندھی زبان'' شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی نعتیں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن کتابی صورت میں سامنے نہیں آ سکیں۔ انھوں نے شعر و سخن میں رئیسؔ امروہوی (مرحوم) سے استفادہ کیا ہے (۱۸)۔

یہاں توصیف کیسے ہو، زباں عاجز ہے انساں کی
خمیدہ آپ ﷺ کے در پر جبیں ہے بزمِ امکاں کی
بنا دیتے ہیں وہ کانٹوں کو بھی زینت گلستاں کی
میاں! کیا بات کرتے ہو مرے آقا ﷺ کے احساں کی
مرے آقا ﷺ نے دیکھا ہے سراسر بے حجاب اس کو
جھلک موسیٰؑ نہ پائے دیکھنے جس نورِ یزداں کی
معلّم آپ ﷺ جیسا ہو تو ہوں طلبہ صحابہؓ سے
دو عالم میں نہیں ملتی نظیر ایسے دبستاں کی
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کبھی اَخلاقِ حسنہ کا
یہی تو اک علامت ہے مسلمانوں کے ایماں کی
نہ آئے گا نہ آیا ہے کوئی بھی تشنہ لب ساگرؔ
عجب ہی شان و شوکت ہے محمد ﷺ کے خمستاں کی

ساگر اسعدی

سکھر میں شعراءِ کرام کا ایک وسیع حلقہ ہے۔ بلکہ سکھر کے شعراء کے کلام پر مشتمل ایک مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ سکھر کے اکثر شعرا اپنے نام کے ساتھ اسعدی لگانا فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر دردؔ اسعدی کے شاگرد ہیں۔ انہی میں ایک نام محمد صغیر کا بھی ہے جسے ادبی حلقے ساگرؔ اسعدی کے نام سے جانتے ہیں۔ ساگر ۱۹۴۵ میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں بی ایڈ کیا اور شعبہ درس و تدریس سے منسلک ہو گئے۔

رسولِ خدا کملی والے محمد ﷺ
شہِ دوسرا کملی والے محمد ﷺ
زیارت کی خاطر کبھی اپنے در پر
مجھے بھی بُلا کملی والے محمد ﷺ
کرم مجھ پہ فرما، دکھا مجھ کو جلوہ
اے شمسُ الضحیٰ کملی والے محمد ﷺ
خدا بھی ہے اس کا خدائی بھی اس کی
تو جس کا ہُوا کملی والے محمد ﷺ (۱)

سرداؔر بانو

سردار بانو نے اپنی شاعری کی ابتداء نعت سے کی۔ ۱۹۶۹ میں پہلا مصرع جو تخلیق ہوا، وہ تھا۔

رسولِ خدا کملی والے محمد ﷺ

یہ نعت مکمل کی تو روزنامہ جنگ کے صفحہ خواتین پر شائع ہوئی۔

سردار بانو کا گھرانا مشرقی وضع کا پابند ہے جہاں شعر کہنا پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن جب ان کے والد نے اخبار میں نعت پڑھی تو حوصلہ افزائی کی جس سے انھیں اعتماد ملا۔

ان کے آباؤ اجداد کا تعلق ریاست الور سے ہے۔ والد محمود علی الور کی ایک مقتدر ہستی تھے۔ سردار بانو یکم جون ۱۹۴۶ کو پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز گھر کی چار دیواری میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے ہوا۔ قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد خاندان نے ہجرت کی اور حیدر آباد میں مقیم ہوا۔ جہاں سے سردار بانو نے ایم اے اور پھر بی ایڈ کیا۔

اگر چاہو کہ تم پر بارشِ انوار ہو جائے
تو پھر ہو جائے، نعتِ سیّدِ ابرار ﷺ ہو جائے
نبی ﷺ کے عشق کا جس شخص کو آزار ہو جائے
تو اچھا، اچھے اچھوں سے وہ اک بیمار ہو جائے
جو اُن کے آستاں کی سمت سے منہ موڑ لے اپنا
وہ رسوائے زمانہ ہو، ذلیل و خوار ہو جائے
قدم چومے خود، اس کے منزلِ مقصود بڑھ بڑھ کے
شہِ کونین ﷺ جس کا قافلہ سالار ہو جائے
بہت دن ہوگئے ہیں انتظارِ دید میں آقا ﷺ
اجازت ہو کہ بندہ حاضرِ دربار ہو جائے
کہو نعتِ محمد مصطفیٰ ﷺ اس شان سے نوریؔ
فلک سے نور برسے، بارشِ انوار ہو جائے (۳۶)

انیس احمد نوریؔ

انیس احمد نوریؔ اس دور کے نعت کے چند مرتّبین میں سے ایک ہیں۔ نعت کے کئی مجموعے انتخاب وترتیب دے کر شائع کروا چکے ہیں۔ جن میں مجموعۂ نعت (کئی حصوں میں) اور سلام ببارگاہِ خیرالانام ﷺ کو بہت پذیرائی ملی۔ حمدیہ انتخاب مناجاتِ مقبول بھی شائع کروا چکے ہیں۔ خود بھی نعت کہتے ہیں۔ سکھر میں مقیم ہیں۔

زندگی کا شرف زندگی آپؐ کی — یعنی ہر سانس معراج تھی آپؐ کی
نعت لکھتا میں کیا اے نبی آپؐ کی — وہ تو چشمِ کرم ہو گئی آپؐ کی
لو مرے دل کو ایسی لگی آپؐ کی — یاد کرتا ہے اب ہر گھڑی آپؐ کی
قاب قوسین کے مرتبے تک گئے — کیا عجب شان ہے یا نبیؐ آپ کی
خود زمانے کا وہ بن گیا رہنما — جس نے تسلیم کی رہبری آپؐ کی
سارے عقدے خدائی کے حل ہو گئے — گفتگو جب خدا سے ہوئی آپؐ کی
آپؐ ممدوحِ رب آپ محبوبِ رب — کس سے توصیف ہو یا نبیؐ آپ کی
چاہتا ہے کہ مل جائے راہِ خدا — تو اطاعت کرے آدمی آپؐ کی
کیوں نہ قرباں کروں آپؐ پر جان و دل — جان و دل کی خوشی ہے خوشی آپؐ کی
بزمِ دانش وراں میں بہ بانگِ دہل — جب بھی صابر نے کی، بات کی آپؐ کی

صابر بن ذوقی

حافظ غلام محی الدین صابر ولد حکیم حافظ عبدالغفار ذوقی مصطفائی الہ آبادی ۱۹۴۶ء میں الہ آباد (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ کم سنی ہی میں پاکستان کی طرف ہجرت کی اور اہلِ خانہ کے ساتھ حیدر آباد میں رہنے لگے۔ یہیں تعلیم حاصل کی اور کتابت کے رموز سیکھ کر اسی کو بطور پیشہ اپنایا۔ شاعری کا شوق وراثت میں ملا۔ صابر بن ذوقی حمد، نعت، غزل، قطعہ، رباعی، آزاد نظم، ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ ''دھوپ کا سائبان'' شعری مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ لہجہ، وہ خلوص، وہ انداز، وہ خطاب
اس صاحبِ کتاب ﷺ کا ہر لفظ اک کتاب
اُمّی تھا اور اس نے عمل کی دلیل سے
ترتیب دے دیا ہے ہر اک دور کا نصاب
وہ ہے تو سارا عالمِ امکاں ہے معتبر
اس کے بغیر عالمِ موجود بھی سراب
یہ عرش و فرش دیدۂ حیراں ہیں آج بھی
پیدا نہ ہو گا اب کبھی اس کا کوئی جواب
ایسے مہک رہا ہے وہ اس شش جہات میں
سینے پہ کائنات کے جیسے کوئی گلاب
صابرؔ وسیم اپنی ہر اک سانس اس کی ہے
دونوں جہان آج بھی ہیں جس سے انتساب

صابرؔ وسیم

جدید اُردو لہجے کے شاعر اور نامور نقاد صابرؔ وسیم کا اصل نام غلام صابر خان ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ کو پیدا ہوئے۔ حیدر آباد میں تعلیم مکمل کی۔ ایک عرصے سے شعر وسخن کے ذوق کو پورا کر رہے ہیں اور ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تمنا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو
جبیں میری ہو، ان کا نقشِ پا ہو
کرم ہم پر بھی محبوبِ خدا ﷺ ہو
زمیں دو گز مدینے کی عطا ہو
ملے مجھ کو بھی اذنِ باریابی
مری جانب بھی چشمِ مصطفیٰ ﷺ ہو
مسیحائے زمانہ آپ ﷺ ٹھہرے
ہمارے درد و غم کی بھی دوا ہو
زمانے کو منور کرنے والے
مرے تاریک دل میں بھی ضیا ہو
دمِ آخر تمنا ہے یہ راحتؔ
مرا سر ہو، درِ خیر الوریٰ ﷺ ہو

راحتؔ عارفی

راحت جان نام اور راحتؔ تخلص کرتے ہیں۔ جبکہ عارفؔ رئیسی اکبر آبادی سے شرفِ تلمذ کی نسبت سے عارفی لکھتے ہیں۔ والد محمد علی قریشی کا تعلق علی گڑھ سے تھا۔ راحت جان ۵ جنوری ۱۹۴۷ کو اسلام آباد میں پیدا ہوئے۔ کم سنی میں والدین کے ساتھ سفرِ ہجرت کی صعوبت برداشت کرنا پڑی اور پاکستان کے شہر حیدر آباد میں مقیم ہوئے۔ انٹر تک تعلیم حاصل کی اور ساتھ ہی ساتھ طب کی تعلیم حاصل کی جسے بعد میں پیشہ بنالیا۔ ''آئینے سے چٹان تک'' شعری مجموعہ اشاعت کا منتظر ہے (۳۳)۔

کون اس بھید کو پا سکتا ہے
کون کہاں تک جا سکتا ہے
کب وہ یاد سمٹ سکتی ہے
کب وہ نشاں دھندلا سکتا ہے
صدیاں حیرانی میں گم ہیں
کون وہ نام بُھلا سکتا ہے
شامِ ابد کا ایک ستارہ
کتنے چَراغ جلا سکتا ہے
اک انسان اسی دنیا کا
کتنی فصلیں ڈھا سکتا ہے
بپھرے ساگر کی لہروں کو
زنجیریں پہنا سکتا ہے(۷)

ثروتؔ حسین

ثروتؔ حسین ۲۹ نومبر ۱۹۴۹ کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ خاندانِ سادات میں سے ہیں۔ اسی بنا پر کبھی کبھی سید ثروت حسین بھی لکھتے ہیں (۱۱)۔ کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اردو ادب کرنے کے بعد جامعہ ملّیہ کالج میں اردو کے لیکچرار کے عہدے سے تدریسی شعبے میں عملی زندگی کا آغاز کیا (۵)۔ اُردو زبان میں شاعری کرتے ہیں۔ ”آدھے سیارے پر“ شعری مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ حیدر آباد میں مقیم ہیں (۱۱)۔

پھیلی ہوئی تھی جھوٹ کی اک شام ہر طرف
آئے حضور ﷺ حق کا ہوا نام ہر طرف
اک ثانیے میں قیصر و کسریٰ لرز اٹھے
اور بت کدوں میں مچ گیا کہرام ہر طرف
بکھری ہوئی ہے جیسے دھنک آسمان پر
پھیلا خدا کا آخری پیغام ہر طرف
ہر سمت تھے سجے ہوئے بے رنگ آئنے
تھا زندگی کا نام ہی الزام ہر طرف
وہ آ گئے تو صورتِ انساں بدل گئی
پھرتے تھے چند سائے سے بے نام ہر طرف
خوشبو کی ایک لہر نے زندہ کیا ہمیں
ان سے ملے ہیں زیست کے انعام ہر طرف
اک تیرگی کو زخمِ ہزیمت ملا ضیاؔ
اک روشنی کا دَور ہُوا عام ہر طرف

احمد ضیاؔ

ضیاء الانوار نام اور ضیاؔ تخلّص کرتے ہیں۔ لیکن احمد ضیاؔ کے قلمی نام سے ادبی حلقوں میں متعارف ہیں۔ ۱۹۴۹ میں پیدا ہوئے۔ انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کی۔ شعر و سُخن کا شوق ہوا تو فعلن، مفعولن کی سوجھ بوجھ کے لئے پہلے نظامؔ فتحپوری، پھر دردؔ اسعدی اور بعد ازاں محسنؔ بھوپالی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ”شہرِ صنم“ اور ”ہوا کی تحریر“ مطبوعہ کتب ہیں۔ نواب شاہ مسکن ہے۔

محمد ﷺ کی گلی ہے اور ہم ہیں
عروجِ زندگی ہے اور ہم ہیں
جمی ہیں گنبدِ خضریٰ پہ نظریں
سُرورِ سرمدی ہے اور ہم ہیں
درِ حضرت ﷺ پہ اپنی شان دیکھو
وفا کی چاندنی ہے اور ہم ہیں
شہِ لولاک ﷺ کی بخشش تو دیکھو
شعورِ زندگی ہے اور ہم ہیں
ادھر بھی اک نظر ساقیٔ کوثر ﷺ
وفورِ تشنگی ہے اور ہم ہیں
بہر منزل، بہر جادہ، بہر گام
وہی یادِ نبی ﷺ ہے اور ہم ہیں
جمیلؔ ان کا تصوّر کہہ رہا ہے
دیارِ سیّدی ﷺ ہے اور ہم ہیں

جمیل احمد خان

حیدرآباد کے جمیل احمد خان المتخلص بہ جمیلؔ نے ۴ جنوری ۱۹۵۰ کو اس دُنیائے رنگ و بو میں پہلا سانس لیا۔ سائنس کے طالب علم رہے اور سائنس ہی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ لیکن آرٹ سے ہمیشہ فطری لگاؤ رہا۔ آرٹ سے لگاؤ شاعری کی طرف لے آیا اور عارف رئیسی اکبرآبادی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

اس دل کی فغاں میں مرے مولا یہ اثر ہو
مچلے جو ادھر دل تو مدینے میں خبر ہو
میں جس کا ہوں دیوانہ اسے خواب میں دیکھوں
اک رات تو مولا مری ایسی بھی بسر ہو
جائیں جو مدینے تو ملے گھر ہمیں ایسا
دن رات ترے گنبدِ خضرا پہ نظر ہو
سرکار ﷺ کی نعتیں ہیں فقط میرا اثاثہ
مر جاؤں اگر میں تو یہی رختِ سفر ہو
یوں روز سجاتا ہوں درودوں سے میں گھر کو
اک روز مرا گھر بھی تری راہگزر ہو(۴۰)

پیرزادہ عابؔد علی شاہ

خاندانِ سادات کے چشم و چراغ سید عابؔد علی شاہ ۲ جنوری ۱۹۵۲ کو حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ والد، پیر سید ارشاد علی قادری جیلانی رضوی مفتیٔ اعظم ہند کے خلیفہ تھے۔ جن کا آبائی تعلق بھارت کے شہر کوڑی نار سے تھا۔ ۱۹۷۹ میں اُن کی وفات کے بعد یہ دستارِ فضیلت عابد علی شاہ کے سر آئی۔ پیرزادہ عابد علی شاہ نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ ابتداً غزل کہنا شروع کیا لیکن کچھ عرصے کے بعد نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی حسین و متبرک صنف کے ہو کر رہ گئے۔ ”تجلیاتِ مدینہ“۔ ”فیضانِ محمد ﷺ“۔ اور ”نگاہِ مدینہ“ نعتوں کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اول الذکر دونوں مجموعوں میں ان کا کلام جزوی طور پر تھا جبکہ آخر الذکر چیدہ چیدہ نعتوں اور مناقب پر مشتمل ہے(۴۰)۔

حشر کا دن بخدا اور بھی پیارا ہو گا
برسرِ عام محمد ﷺ کا نظارہ ہو گا

مصر شیدائی سہی یُوسُفِ کنعاںؑ کا مگر
ہائے وہ حسن جسے رب نے سنوارا ہو گا

آج خوشبو سے مہکتا ہے صبا کا دامن
عنبریں زلفِ محمد ﷺ کو سنوارا ہو گا

آج پھر رحمتِ باری کی گھٹا جوش پہ ہے
صدقہ پھر گنبدِ خضرا کا اتارا ہو گا

وہ تو خیرات شہنشاہوں میں بانٹے گا سدا
جس نے دامن کو ترے در پہ پسارا ہو گا

گو میرے پاس نہیں حشر کا ساماں تاباںؔ
مطمئن ہوں کہ وہاں ان ﷺ کا سہارا ہو گا

عبدالقادر تاباںؔ

عبدالقادر نام اور تاباںؔ تخلص ہے۔ ۱۳ جولائی ۱۹۵۳ کو سکھر میں پیدا ہوئے۔ سکھر ہی میں تعلیمی مدارج طے کیے اور انٹر تک تعلیم پائی۔ شاعری کے رستے پر چلنے کیلئے عبدالباقی بیتاب کی رہنمائی حاصل کی۔

یا حبیبِ خداؐ یا شفیع الوریٰؐ آپ جیسا نہیں کوئی بھی ہر طرف
از ازل تا ابد، از زمیں تا فلک آپ ہی آپ ہیں آپ ہی ہر طرف
عرش سے فرش تک فصلِ گل آ گئی، مہکا سارا جہاں، جاں میں جاں آ گئی
زلف لہرائی جب رُوئے والشمس پر، رحمتوں کی گھٹا چھا گئی ہر طرف
سرد ایراں کا آتشکدہ ہو گیا، قصرِ کسریٰ کے کنگرے گرے ٹوٹ کر
آپ تشریف لائے تو باطل گیا، نورِ حق کی ہوئی روشنی ہر طرف
ذہن و دل آدمی کے جِلا پا گئے، جو تھے بھٹکے ہوئے، راہ پر آ گئے
یہ کرم آپ ﷺ کا یہ عطا آپ ﷺ کی، آدمی کو ملی زندگی ہر طرف
سمٹا ہر فاصلہ وقت ٹھہرا رہا، "اُدْنُ مِنِّی" کی ہر ایک لمحہ صدا
فرش سے عرش تک نور ہی نور تھا، ماہِ اسریٰ کی تھی چاندنی ہر طرف (۶۶)

حافظ احمد میاں برکاتی

ابوالحماد غلام محی الدین مفتی حافظ احمد میاں برکاتی ولد مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی" ۲۹ ستمبر ۱۹۵۳ کو میر پور خاص میں پیدا ہوئے۔ قراءت اور قرآنِ مجید کا حفظ حیدر آباد سے کیا۔ فاضل السنہ شرقیہ، فاضل عربی، فاضل علوم شرعیہ، درسِ نظامی، فاضلِ تنظیم المدارس، الشہادۃ العالمیہ (ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات) اور تخصیص فی الفقہ والقضا کی اسناد کراچی سے حاصل کیں۔ قاضی کورس جامعہ نعیمیہ لاہور سے مکمل کیا۔ حیدر آباد اور کراچی میں تدریسی خدمات کے علاوہ کئی رسائل اور جرائد کے لئے صحافتی خدمات بھی سرانجام دیں۔ "جمالِ احمد ﷺ" نعتیہ مجموعہ کلام ہے جو طباعت کا منتظر ہے (۶۶)۔

رعنائیوں پہ دہر کی جمتی نہیں نظر
اللہ رے جمالِ شہنشاہِ بحر و بر ﷺ
خود حسنِ ذات محو تماشا ہے عرش پر
اپنا ہی عکس رُوئے رسالت میں دیکھ کر
مجموعۂ صفات نمودِ جمالِ ذات
صلِ علیٰ حبیبِ خدا سَیّدُ البشر ﷺ
شرمندہ ہے بہارِ گلستانِ رنگ و بو
عکسِ جمالِ شاہدِ بطحا کو دیکھ کر
بڑھتی ہی جا رہی ہے مری تشنگیِ شوق
فیضِ نگاہِ ساقیِ میخانہ دیکھ کر
محسنؔ ہے جس کے نور سے پُرنُور کائنات
وہ حسنِ لم یزل ہے مرے دل میں جلوہ گر (۲۸)

محسنؔ شاہ

سید محسنؔ علی شاہ نام اور محسنؔ تخلص ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ کو پیدا ہوئے۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی اور درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہو گئے۔ لڑکپن سے شعر کہ رہے ہیں۔ ضامنؔ حسنی کی شاگردی اختیار کی۔ حیدر آباد میں مقیم ہیں (۱۳)۔

نظر جس روز بھی مجھ پر مرے سرکار ﷺ کی ہو گی
میں دیکھوں گی مدینہ، مجھ کو دنیا دیکھتی ہو گی
یقیناً ایک دن ایسا بھی آئے گا محبت میں
کہ ہم ہوں گے، جنوں ہو گا، محمد ﷺ کی گلی ہو گی
مدینے چل مدینے چل مدینے چل مدینے چل
محبت ہی محبت، زندگی ہی زندگی ہو گی
مجھے ہے اپنے جذبِ عشق پر کامل یقیں اے دل
تمنائے مدینہ ایک دن پُوری مری ہو گی
ذرا ہونے تو دو نجمیؔ اشارہ چشمِ احمد ﷺ کا
ہمارے بے خودی پروردگارِ آگہی ہو گی (۵۰)

نجمہ ناہید نجمیؔ

اس وقت حیدر آباد میں اردو نعتیہ شاعری کے حوالے سے جواں نسل کی خواتین میں سے دو نام خاصے معروف و مشغول دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں ایک ہے رعنا ناہید رعناؔ کا اور دوسرا نجمہ ناہید نجمیؔ کا۔

نجمیؔ ذیل پاک کالونی حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ ۱۹۵۴ میں پیدا ہوئیں۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ شعر و سخن میں عارفؔ رئیسی اکبر آبادی سے شرف تلمذ ہے۔ نعت میں دل گرفتگی اور عقیدت کا بھرپور تاثر ملتا ہے۔

وہ کالی کملی کو اوڑھ کر جوز میں سے تا بہ فلک کھڑا تھا
جو اہلِ طائف کا ظلم سہ کر
انھی کے حق میں دُعا کی شمعیں جلا رہا تھا
جو عدل و احساں سکھا رہا تھا
سبھی کا جی چاہتا تھا یہ ظلم کی رات ہار جائے
ازل کے غاروں سے روشنی کا چراغ سُوئے ابد اٹھائے
پیامِ حق کا کوئی پیمبر زمیں پہ لائے

پھر ایک سچ سے تمام کہنہ فریب چہروں کو بے نقاب کرنے
وہ کالی کملی میں آ گیا تھا، نبی ﷺ خدا کا جو آخری تھا
وہ وجہِ تخلیقِ آدمی تھا
خدا کا اُترا کلام اس پر
درود اس پر سلام اس پر (۶۴)

سعید احمد قائم خانی

سعید احمد خان ولد تاج قائم خانی یکم جنوری ۱۹۵۶ کو میر پور خاص میں پیدا ہوئے۔ ماڈل کالج میر پور سے اکنامکس میں بی اے کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے صحافت میں ایم اے کیا۔ بعد ازاں اُردو لاء لاج کراچی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اور وکالت کو بطور پیشہ اپنایا۔ بہت سے اخبارات و رسائل سے وابستہ ہیں، کئی تنظیموں کے عہدے دار ہیں۔ سعید احمد خان کی کتب ''دھرتی کی خوشبو'' اور ''منتخب سندھی افسانے'' شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ شعری مجموعہ ''سفر'' زیرِ ترتیب ہے (۶۴)۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ اک نظام جو بخشا ہے کملی والے ﷺ نے
تمام عالمِ انسانیت کو راس ہے وہ
جو راہ اس نے دکھائی ہے، اس پہ چل نکلو
خدا کی ساری خدائی سے روشناس ہے وہ
زمانے بھر میں نہ کیوں معتبر ہو ذات اس کی
کتابِ رب نے کہا، میرا انعکاس ہے وہ
چلو کہ آج کریں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ محمودؔ
ہمارے دین اور ایمان کی اساس ہے وہ (۱۶)

محمود غزنوی

محمود غزنوی ۲ مارچ ۱۹۵۶ کو حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ پبلک سکول کراچی میں دسویں جماعت کے طالب علم تھے کہ شعر کہنا شروع کر دیا۔ میٹرک کے بعد جامعہ ملّیہ کا رخ کیا۔ بی ایس سی کے طالب علم تھے کہ اسے ادھورا چھوڑ کر جامعہ کراچی جا نکلے اور شعبہ صحافت سے بی اے آنرز اور پھر ایم اے کیا۔ ''خوابوں کی دہلیز'' شعری مجموعہ منظر عام پر آ چکا ہے (۱۶)۔

رازِ کُن اور رازِ فکاں آپ ﷺ ہیں
سرِّ تخلیقِ کون و مکاں آپ ﷺ ہیں

لوحِ تاریخِ عالم پہ مرقوم ہے
آدمیّت کی شرحِ بیاں آپ ﷺ ہیں

عالم الغیب ہے ذات اللہ کی
اور اللہ کے ترجماں آپ ﷺ ہیں

ہر گلِ تر کو خوشبو ملی آپ ﷺ سے
نکہت و نور کا گلستاں آپ ﷺ ہیں

ہر صحیفہ میں آیا ہے ذکر آپ ﷺ کا
حق تو یہ ہے کہ حق کا نشاں آپ ﷺ ہیں

اس سے بڑھ کر شرف کس نبی کو ملا
زینتِ بزمِ کون و مکاں آپ ﷺ ہیں

نجمہ قریشی

نجمہ قریشی کا تعلق ضلع حیدر آباد کی نئی نسل سے ہے۔ ان کے والد مظفر علی قریشی زرعی ترقیاتی بینک میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور بیٹی کو اچھی تعلیم دلوائی۔ نجمہ کی مادری زبان سندھی ہے۔ لیکن وہ بالکل اہلِ زبان کی طرح اپنی قومی زبان میں سوچتی اور اظہار کرتی ہیں۔ نجمہ کو صاحبِ کتاب بنانے میں ان کے استاد پروفیسر وفاؔ صدیقی نے جہاں ان کے ساتھ محنت کی وہاں حوصلہ افزائی بھی کی۔ ''خوشبو کا سفر'' پہلا شعری مجموعہ ہے جس کی ابتدا حمد اور نعت سے کی ہے۔

جب مصیبت کا کوئی سخت مقام آتا ہے
لب پہ بس میرے محمد ﷺ ہی کا نام آتا ہے

دل میں اک ہُوک سی اٹھتی ہے زیارت کے لیے
اس طرح بھی تو مدینے سے پیام آتا ہے

اسی اُمید پہ زندہ ہوں، بلاوا ان کا
صبح آتا ہے مرے نام کہ شام آتا ہے

ہم کہیں بھی ہوں مگر ساقیِ بطحا ﷺ کی قسم
تشنہ کاموں کے لئے جام پہ جام آتا ہے

یاد رہتا نہیں کچھ ان کی اطاعت کے سوا
عشقِ سرکار ﷺ میں ایسا بھی مقام آتا ہے (۱۳)

رعنا ناہید رعناؔ

رعنا ناہید نام اور رعناؔ ہی تخلص ہے۔ ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ کو حیدر آباد میں پیدا ہوئیں۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ اردو ادیب اور ایل ایل بی بھی کر رکھا ہے۔ جب شاعری کا شوق پیدا ہوا تو وقارؔ صدیقی (مرحوم) سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

ان کے آباؤ اجداد اجمیر شریف سے ہجرت کر کے پاکستان میں آئے تھے اور حیدر آباد کو مسکن بنایا تھا۔ انھوں نے تعلیم کی تکمیل کے بعد کچھ عرصہ وکالت کی لیکن بعد میں فیڈرل پبلک سروس کمشن کا امتحان پاس کیا اور بطور لیکچرار تقرر ہوگیا۔

''آنگن میرے گھر کا'' شعری مجموعہ طباعت کا منتظر ہے (۳۳)۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واقفِ رمزِ شش جہات رسول ﷺ
آپ ٹھہرے ہمہ صفات رسول ﷺ

ان کے دم سے ہے رونقِ کونین
وجہِ تخلیقِ کائنات رسول ﷺ

منفعت میں ہے اُمّتی کے لیے
آپ ﷺ کی ایک ایک بات رسول ﷺ

میں بھی بردہ ہوں آپ کا آقا ﷺ
میرے دل پر بھی التفات رسول ﷺ

میرا ایمان ہے یہ اے اخترؔ
سر بسر رازِ کائنات رسول ﷺ

اخترؔ اسعدی

دردؔ اسعدی سے شرفِ تلمذ اور اخترؔ تخلص نے مل کر انھیں اخترؔ اسعدی بنا دیا۔ نام ارشاد احمد ہے۔ انصاری گھرانے کے چشم و چراغ ہیں جس سے قاری کے ذہن میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کا حوالہ ابھرتا ہے۔

ارشاد احمد نے ۱۰ جنوری ۱۹۵۸ کو جنم لیا۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی اور کاروبارِ زندگی میں مصروف ہو گئے۔ سندھ کے خوبصورروایتوں والے شہر سکھر میں رہائش پذیر ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل میں یادِ نبی ﷺ مسلسل ہے
میرا ایمان اب مکمل ہے

کیا بگاڑے گی میرا حشر کی دھوپ
میرے سر پر کرم کا آنچل ہے

عشقِ سرکار ﷺ جس کے دل میں نہیں
زندگی اس کی نامکمل ہے

اتّباعِ رسول ﷺ ہر لمحہ
ہر مسلماں کا فرضِ اوّل ہے

رتبہ دیوانۂ محمد ﷺ کا
ہوش والوں میں سب سے افضل ہے

ہے تصرُّف شہِ دو عالم ﷺ کا
دوستوں میں کمالؔ اکمل ہے

عارف کمال

عارف کمالؔ ہی نام ہے اور دونوں جزؔ ہی ضرورتِ شعری کے مطابق بطور تخلّص استعمال کرتے ہیں۔ کبھی عارف اور کبھی کمال۔ حیدرآباد میں اقامت گزیں ہیں۔ ۲۰ اگست ۱۹۵۸ کو پیدا ہوئے۔ گریجوایشن کرنے کے بعد گردشِ روزگار اور گردشِ شعر ہر دو میں الجھے ہوئے ہیں۔ دردؔ اسعدی کے تلامذہ میں شامل رہے۔

میں ماہرِ لفظیات ہوں
اور
مرا تخیّل عظیم تر ہے
میں فخرِ انسانیت ﷺ کی مدحت کچھ ایسے تحریر کر رہا ہوں
کہ جیسے تصویر کر رہا ہوں
میں ایسے الفاظ چُن رہا ہوں
کہ وہ سراپا تمہاری آنکھیں بھی دیکھ پائیں
مگر یہ الفاظ رفتہ رفتہ پگھل رہے ہیں
فقط لکیروں میں ڈھل رہے ہیں
مرے تخیل، مری مہارت کی حد یہی ہے
میں ان ﷺ کی مدحت کی ابتدا اس طرح کروں گا
قلم کو رکھ کر
میں اپنی آنکھوں کو موند لوں گا
میں چُپ رہوں گا (۶۹)

قاسم رحمان

قاسم رحمان نام اور قاسم تخلص ہے۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۹ کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام عبدالرحمان ہے۔ قاسم رحمان کی جائے پیدائش میر پور خاص ہے۔ ثانوی تعلیم گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی سکول میر پور خاص سے حاصل کی۔ اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں۔ ۱۹۸۱ میں ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ شاعری، افسانہ، ناول، ترجمہ وغیرہ کی طرف رجحان ہے۔ ''تپتی دوپہر'' شعری مجموعہ ہے۔ جبکہ ''غازی'' (افسانے) اور ''وہاں سے یہاں تک'' (ناول) زیرِ طبع ہیں۔

بغیرِ جلوہ مزا کچھ نہیں ہے جینے میں
حضور ﷺ مجھ کو بُلا لیجیے مدینے میں
نگاہِ شوق نے ان کو کہاں نہیں دیکھا
کبھی تو عرشِ بریں پر، کبھی مدینے میں
بلند ہے مرا معیارِ آرزوئے نظر
مری نگاہ کی فردوس ہے مدینے میں
اگر وہ چاہیں گداؤں کو بادشہ کر دیں
کمی نہیں مرے سرکار ﷺ کے خزینے میں
بس ایک بار ہی دیدارِ مصطفیٰ ﷺ ہو جائے
مچل رہا ہے یہ ارمان میرے سینے میں
سنہری جالی کو دل سے لگائے بیٹھا رہوں
مرا قیام تبسّم جو ہو مدینے میں (۱۳)

انور تبسّم اسعدی

کبھی تبسّم اسعدی اور کبھی انور تبسّم اسعدی کے نام سے ادبی صفحات پر نظر آنے والے اس شخص کا خاندانی نام محمد انور انصاری ہے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۶۱ کو محمد معین انصاری کے ہاں جیکب آباد میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۹ میں دورانِ تعلیم ہی شعر وسخن کی طرف مائل ہوئے اور درد اسعدی سے اصلاح لینے لگے۔ اکثر ادبی صفحات پر منظومات دکھائی دیتی ہیں۔ حیدر آباد میں مقیم ہیں (۳۳)۔

تمھی فخرِ زمیں ٹھہرے، تمھی فخرِ زماں ٹھہرے
تمھی تو یا محمد ﷺ صدرِ بزمِ کُن فکاں ٹھہرے

لگا لو اس سے اندازہ نبیؐ کے صبر و ہمت کا
نواسےؓ ان کے جب صبر و رِضا کے آسماں ٹھہرے

ثنائے مصطفیٰ ﷺ میں ہے ثنائے کبریا پنہاں
بھلا پھر کیوں ثنا خوانِ محمد ﷺ کی زباں ٹھہرے

اے طَیبہ کی زمیں! تجھ کو زمانہ جانتا کب تھا
تری عظمت بڑھتی جب تجھ پہ شاہِ دو جہاں ﷺ ٹھہرے

تمہارے ہی تو دم سے ہیں جہاں کی رونقیں قائم
تمھی تو زینت و زیبائشِ کون و مکاں ٹھہرے

تمھی ہو صرف، جس کو لامکاں پر رب نے بلوایا
تمھی تو ''کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً'' کے رازداں ٹھہرے (۶۵)

قدؔر القادری

مرزا قدیر احمد بیگ قدؔر القادری ولد نذیر احمد بیگ ۵ مارچ ۱۹۶۳ کو لطیف آباد حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن سانبھر (جودھپور) ہے۔ خالصتاً مذہبی ذہن رکھتے ہیں اور بزرگانِ دین سے عقیدت جزوِ ایمان سمجھتے ہیں۔ انٹر تک تعلیم پائی ہے۔ اس کے علاوہ ادیب اردو، ادیب عالم، ادیب فاضل، مولوی عالم، مولوی فاضل عربی کے امتحانات پاس کیے۔ خوش نویسی کو ذریعہ معاش کے طور پر اپنا رکھا ہے۔ کئی رسائل شائع کرا چکے ہیں جن میں ''چمنِ فضیلت''، ''بابِ عظمت'' اور ''انتخابِ قدر'' شامل ہیں۔

قدؔر القادری نے شاعری میں عطاؔ صدیقی اور مقبولؔ الوری سے استفادہ کیا (۶۵)۔

شاہِ بطحا ﷺ کے اصولوں کو جو اپنائے گا
ایک دن سارے زمانے پہ وہ چھا جائے گا

جو درِ سرورِ عالم ﷺ پہ پہنچ جائے گا
بالیقیں دامنِ امید وہ بھر لائے گا

ہاں غلامِ شہِ ابرار ﷺ جو ہو جائے گا
معتبر سارے زمانے میں وہ کہلائے گا

مجھ کو جاؔوید یقیں ہے کہ مدینے والا ﷺ
اپنے دربار میں اک دن مجھے بلوائے گا (۶۹)

جاؔوید شیخ

جاؔوید شیخ کا اصل نام جاوید حسن ہے۔ ماہر اجمیری کے فرزند ہیں اور باپ کے نقشِ قدم پر رواں دواں ہیں۔ جاوید شیخ ۲۱ مئی ۱۹۶۵ کو میر پور خاص میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۴ میں اکنامکس میں ایم اے کیا۔ لڑکپن سے شعر کہہ رہے ہیں۔ حمد، نعت، غزل، نظم، قطعہ وغیرہ میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ شعری مجموعہ ''وہ مجھے ملتا اگر'' طباعت کے مراحل میں ہے (۶۹)۔

آئندہ شمارہ

مفتی غلام سرور لاہوری کی نعت

(جنوری ۲۰۰۱ع)

میں کہنا چاہتا ہوں نعت کوئی
مگر بنتی نہیں ہے بات کوئی
کوئی لائے کہاں سے مثل ان ﷺ کی
ہوئی ایسی، نہ ہو گی ذات کوئی
دلِ ظلمت بدل جائے سحر میں
گزر جائے وہاں پر رات کوئی
بلایا اس طرح سے در پہ دانشؔ
وسائل تھے نہ امکانات کوئی (۶۹)

ذوالفقارِ دانشؔ

ذوالفقار علی نام ہے' اور ذوالفقار دانشؔ کے حوالے سے ادبی حلقوں میں پہچانے جاتے ہیں۔ والد کا نام حسن علی ہے۔ ذوالفقار دانشؔ نے اردو میں ایم اے کر رکھا ہے۔ ۱۹۸۹ سے شعر کہہ رہے ہیں۔ حیدر آباد اور کراچی کے رسائل میں لکھتے رہتے ہیں۔ میر پور خاص سے کتابی سلسلہ ''پہچان'' مرتب کر چکے ہیں۔ سیارِ ادب میر پور خاص کے رکن اور ادبی کمیٹی پریس کلب میر پور خاص کے اعزازی رکن ہیں (۶۹)۔

کبھی اے کاش کہ میں بھی مرے خدا دیکھوں
ترے حبیب ﷺ کا دربارِ پُرضیا دیکھوں
دل و نظر میں بسا لاؤں گنبدِ خضریٰ
کبھی نصیب سے جو شہرِ مصطفیٰ ﷺ دیکھوں
ہے نقشِ پائے نبی ﷺ میری رہنمائی کو
میں راہِ زیست میں کیوں کوئی رہنما دیکھوں
میرے لبوں پہ ہمیشہ رہے درود و سلام
اگر میں خواب بھی دیکھوں تو آپ ﷺ کا دیکھوں (۶۹)

نوید سروشؔ

نوید الاسلام نام اور سروشؔ تخلص ہے۔ والد کا نام فہیم الدین ہے۔ نوید سروشؔ نے ۱۹۷۸ میں ماڈل پرائمری سکول میر پور خاص سے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۳ میں گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی سکول سے میٹرک اور ۱۹۸۸ میں ماڈل کالج میر پور سے بی اے کرنے کے بعد سندھ یونیورسٹی جام شورو سے ۱۹۹۲ میں ایم اے کیا۔ علمی' ادبی اور ثقافتی تنظیم ''سیارِ ادب'' کے نگران ہیں۔ کتابی سلسلہ ''پہچان'' مرتب کر چکے ہیں (۶۹)۔

استفادہ

مطبوعہ کتب

۱۔ آج کی شاعرات۔ سلطانہ مہر۔ محرابِ ادب کراچی۔ ۱۹۷۳

۲۔ آ گہی۔ عطا صدیقی۔ بزمِ شعر و ادب حیدر آباد۔ ۱۹۸۰

۳۔ آئینہ احساس۔ ڈاکٹر شفقت قاضی۔ انجمن اربابِ ذوق حجرہ شاہ مقیم۔ ۱۹۸۶

۴۔ اردو ادب اور عساکر پاکستان (جلد اول۔ حصہ اول) شاکر کنڈان۔ ادارہ فروغ ادب کنڈان (سرگودھا) ۱۹۹۷

۵۔ اردو غزل انتخاب ۱۹۷۶-۷۷۔ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد۔ اگست ۱۹۸۰

۶۔ اردو کے اُمّی شعرا۔ شاہ عزیز الکلام۔ اردو اکیڈمی پاکستان۔ کراچی۔ ۱۹۹۶

۷۔ ایوانِ نعت۔ صبیح رحمانی۔ ممتاز پبلشرز کراچی۔ دسمبر ۱۹۹۳

۸۔ بہر زماں، بہر زباں۔ نور احمد میرٹھی۔ ادارہ فکرِ نو کراچی۔ ۱۹۹۶

۹۔ پاکستان کے نعت گو شعرا (جلد اول) سید محمد قاسم۔ ہارون اکیڈمی کراچی۔ ۱۹۹۳

۱۰۔ پاکستان میں فارسی ادب (حصہ سوم)۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد۔ ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور۔ ۱۹۷۷

۱۱۔ پاکستانی اہلِ قلم کی ڈائریکٹری۔ اکادمی ادبیات اسلام آباد۔ ۱۹۹۴

۱۲۔ تذکرہ بہارِ سخن۔ یکتا جودھپوری۔ جولائی ۱۹۶۳

۱۳۔ ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ درد اسعدی۔ بزمِ اسعد حیدر آباد۔ ۱۴۰۴ھ

۱۴۔ جمالِ خلیل۔ مفتی خلیل خان خلیل۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد۔ جون ۱۹۹۵

۱۵۔ حریمِ نعت۔ رئیس احمد۔ اقلیم نعت کراچی۔ ۱۹۹۵

۱۶۔ خوابوں کی دہلیز۔ محمود غزنوی۔ المسلم پبلشرز کراچی (بار دوم) ۱۹۸۹

۱۷۔ خوشبو کا سفر۔ نجمہ قریشی۔ بک ورلڈ پبلی کیشنز کراچی۔ ستمبر ۱۹۸۶

۱۸۔ دھوپ کا سائبان۔ صابر بن ذوقی۔ ادارہ حکیم ذوقی مصطفائی حیدر آباد۔ ۱۹۸۳

۱۹۔ دیوانِ ذوقِ تصوف۔ مولانا عبد الشکور کمبل پوش۔ کراچی۔ ۱۹۶۲

۲۰۔ دیوانِ ماتم۔ فضل محمد طیب حیدر آبادی۔ سندھی ادبی بورڈ جام شورو/حیدر آباد۔ ۱۹۹۰

۲۱۔ زندگی سوزِ جگر ہے۔ عزیز دانش امدادی۔ حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدر آباد۔ ۱۹۹۵

۲۲۔ سلسلۂ خواب۔ بسمل آغائی۔ مجلس مصنفین حیدر آباد۔ ۱۹۸۰

۲۳۔ سندھ میں اردو شاعری۔ ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ۔ مجلس ترقی ادب لاہور۔ جون ۱۹۷۸

۲۴۔ سنہری جالیوں والے۔ شکیل مصطفیٰ اعوان۔ مکتبہ صابریہ چشتیہ لاہور ۱۹۹۷

۲۵۔ ۱۰۰ (سو) مشہور ادیب (جلد سوم) محمد ظفر اقبال۔ شاہین پبلی کیشنز۔ ۱۹۸۵

۲۶۔ ۱۰۰ (سو) مشہور شعرا (جلد اول) محمد ظفر اقبال۔ شاہین پبلی کیشنز۔ ۱۹۸۵

۲۷۔ شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری۔ محمد سلیم چوہدری۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور۔ ۱۹۹۶

۲۸۔ صلِ علیٰ محمد ﷺ۔ میر واصف علی۔ شکیل برادرز کراچی۔ ۱۹۸۱

۲۹۔ ضامن حقیقت۔ ضامن حسنی۔ بزم فروغ ادب حیدر آباد۔ ۱۹۸۶

۳۰۔ عقیدت کے موتی۔ محمد اقبال آزاد۔ فرید پبلشرز کراچی۔ جنوری ۱۹۹۶

۳۱۔ کلامِ بلبل۔ غلام محمد گرامی۔ سندھی ادبی بورڈ جام شورو/حیدر آباد۔ ۱۹۸۲

۳۲۔ کلیاتِ گدا۔ غلام محمد شاہ گدا۔ سندھی ادبی بورڈ جام شورو/حیدر آباد۔ دسمبر ۱۹۵۷

۳۳۔ کہکشاں۔ حاجی عدیل و مرزا سلیم بیگ۔ حیدر آباد۔ ستمبر ۱۹۹۷

۳۴۔ گلہائے عقیدت۔ انور فاخرہ انوری۔ عادل کتاب گھر سکھر۔ ۱۹۸۷

۳۵۔ مجموعۂ نعت (حصہ اول) انیس احمد نوری۔ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔ س ن

۳۶۔ مجموعۂ نعت (حصہ دوم) انیس احمد نوری۔ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔ س ن

۳۷۔ مہران نقش۔ ڈاکٹر وفا راشدی۔ مکتبہ اشاعت اردو کراچی

۳۸۔ نعت کائنات۔ راجا رشید محمود۔ جنگ پبلشرز لاہور۔ اکتوبر ۱۹۹۳

۳۹۔ نکہت و نور۔ خادم اجمیری۔ بزم فروغ ادب حیدر آباد۔ نومبر ۱۹۸۵

۴۰۔ نگاہ مدینہ۔ پیرزادہ عابد علی شاہ۔ فکشن ہاؤس لاہور۔ ۱۹۹۸

۴۱۔ ہمارے اہلِ قلم۔ زاہد حسین انجم۔ ملک بک ڈپو لاہور۔ ۱۹۸۸

غیر مطبوعہ

۴۲۔ میر پور خاص کی ادبی سرگرمیاں۔ کرن سنگھ (مقالہ برائے ایم اے جامعہ سندھ)

رسائل، جرائد، اخبارات

۴۳۔ اوج۔ نعت نمبر حصہ اول۔ گورنمنٹ کالج شاہدرہ (لاہور) ۹۳-۱۹۹۲

۴۴۔ صریرِ خامہ۔ نعت نمبر۔ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی۔ ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

۴۵۔ جہانِ حمد۔ کراچی۔ جون ۱۹۹۸

۴۶۔ نعت رنگ ۔۳۔ کراچی ۔ ستمبر ۱۹۹۶

۴۷۔ نعت رنگ ۔۴۔ کراچی ۔ مئی ۱۹۹۷

۴۸۔ نعت رنگ ۔۶۔ کراچی ۔ ستمبر ۱۹۹۸

۴۹۔ کتابی سلسلہ انشاء ۔ حیدرآباد ۔ ۱۹۹۴

۵۰۔ ماہنامہ نعت لاہور ۔ جولائی 1995

۵۱۔ ماہنامہ افہام سیالکوٹ ۔ جون 1995

۵۲۔ ماہنامہ سیارہ لاہور ۔ مئی ۱۹۹۰

۵۳۔ ہفت روزہ فروغ حیدرآباد ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۹۰

۵۴۔ ہفت روزہ فروغ حیدرآباد ۔ ۱۳ مئی ۱۹۹۰

۵۵۔ ہفت روزہ فروغ حیدرآباد ۔ ۵ فروری ۱۹۹۱

۵۶۔ ہفت روزہ فکر و عمل حیدرآباد ۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۸

۵۷۔ ہفت روزہ فکر و عمل حیدرآباد ۔ ۵ جنوری ۱۹۹۹

۵۸۔ ہفت روزہ فکر و عمل حیدرآباد ۔ ۲۸ جنوری ۱۹۹۹

۵۹۔ ہفت روزہ فکر و عمل حیدرآباد ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۹۹

۶۰۔ ہفت روزہ فکر و عمل حیدرآباد ۔ ۲۸ جون ۱۹۹۹

۶۱۔ روزنامہ جنگ کراچی ۔ ۵ اپریل ۱۹۹۸

۶۲۔ روزنامہ پاسبان حیدرآباد ۔ ۲۰ اپریل ۱۹۹۹

خطوط / مکتوبات

۶۳۔ مکتوب ازائد رائکوی (میرپورخاص) بنام راقم ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۹۸

۶۴۔ مکتوب سعید قائم خانی (میرپورخاص) بنام راقم ۔ ۳۰ نومبر ۱۹۹۸

۶۵۔ مکتوب قدر القادری (حیدرآباد) بنام راقم ۔ ۵ مارچ ۱۹۹۹

۶۶۔ مکتوب قدر القادری (حیدرآباد) بنام راقم یکم مئی ۱۹۹۹

۶۷۔ مکتوب قدر القادری (حیدرآباد) بنام راقم ۔ اگست ۱۹۹۹

۶۸۔ مکتوب مرزا سلیم بیگ (حیدرآباد) بنام راقم ۔ ۲۷ فروری ۱۹۹۹

۶۹۔ مکتوب نوید سروش (میرپورخاص) بنام راقم ۔ ۲۸ ۔ اپریل ۲۰۰۰

اخبارِ نعت

۱۔ ۲۔ اکتوبر (پیر) کو ریڈیو پاکستان کی پندرہ روزہ محفل میلاد ریکارڈ کی گئی۔ قاری لعل محمد باروی نے تلاوتِ کلام مجید کی۔ محمد ثناء اللہ بٹ، محمد ارشد قادری، شوکت نقشبندی، شفیق حسین نظامی اور محمد دین چشتی نے نعت خوانی کی سعادت پائی۔ مدیر نعت نے اسوہ حسنہ کے حوالے سے "حضور ﷺ کا منشورِ حریت" کے موضوع پر تقریر کی۔ یہ محفل میلاد ۵۔ اکتوبر کو نشر ہوئی۔

۲۔ ۱۰۔ اکتوبر کو مدیر نعت کے ہاں حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محفل منعقد ہوئی۔

۳۔ ۱۰۔ اکتوبر کو ۳ بجے سہ پہر دعوتِ عمرہ کے گروپ ۱۷ کی بریفنگ میٹنگ جامع مسجد عکسِ گنبد خضرا، پل نہر، اپر مال، لاہور میں ہوئی۔ غلام محمد مدنی اور مدیر نعت نے بریفنگ دی۔ کرنل (ر) ڈاکٹر راجا محمد یوسف قادری نے زائرین میں دینی کتب تقسیم کیں۔

۴۔ ۱۱۔ اکتوبر (۱۲ رجب المرجب) کو جامع مسجد عکسِ گنبد خضرا میں ایوان درود و سلام کے زیر اہتمام ۱۲۵واں "حلقہ درود پاک" قائم ہوا۔ محفل عصر سے مغرب تک جاری رہی۔ پہلے خاموشی سے بیٹھ کر درودِ پاک پڑھا گیا۔ بعد ازاں، محمد ثناء اللہ بٹ نے نعت خوانی کی۔ آخر میں شیخ عبدالحمید جیلانی نے دعا کرائی۔

۵۔ ۱۳۔ اکتوبر کو صبح ساڑھے چھے بجے ناصر حسین انصاری کے ہاں (شاہ شمس قاری، جی او آر ون) میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، کے یوم ولادت کی تقریب ہوئی جس میں مدیر نعت نے گفتگو کی۔

۶۔ ۱۶۔ اکتوبر (پیر) کو دعوتِ عمرہ کا گروپ ۱۷، مدیر نعت کی سرکردگی میں عازمِ سفرِ حرمین شریفین ہوا۔ ۱۲۔ اکتوبر تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ ۲۲ کو گروپ مدینہ طیبہ پہنچا۔

۷۔ ۲۳۔ اکتوبر کو مدینہ کریمہ میں محفل معراج النبی ﷺ میں شرکت کی سعادت ملی۔ وہاں حضور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے موئے مبارک کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔

محفل میں مدینہ پاک کے دوستوں کے علاوہ گروپ کے حکیم بہار علی، ہاشم صابر راجا ایڈووکیٹ اور مدیر نعت نے بھی نعتیں سنائیں۔

۸۔ ۲۵۔ اکتوبر کو مدیر نعت کو عربوں کی ایک محفل میلاد میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی جس میں شیخ سید عبدالناصر الجزائری بھی شریک تھے۔ محفل میں مدیر نعت کو معراج النبی ﷺ کے موضوع پر گفتگو کے لیے کہا گیا اور انھوں نے زندگی میں پہلی مرتبہ شہرِ کرم مدینۃ النبی ﷺ میں بیس منٹ معراج شریف پر تقریر کی۔

۹۔ ۲۶۔ اکتوبر کو بعد نماز عشا باب العوالی، مدینۃ الرسول ﷺ میں مدیر نعت کے زیراہتمام محفل میلاد ہوئی جس میں شہر محبت وعطا کے احباب کے علاوہ حکیم بہار علی اور ہاشم صابر راجا نے نعتیں سنائیں۔ مدیر نعت سے ان کا بہت سا نعتیہ کلام سنا گیا۔

۱۰۔ ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ اکتوبر کو بھی دیارِ انس و وفا کے مختلف محلوں میں محافلِ میلاد منعقد ہوئیں جن میں سے اکثر میں کرنل راجا محمد یوسف قادری، ہاشم صابر راجا، حکیم بہار علی، حاکم علی اور مدیر نعت نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ گروپ کے یہ ساتھی ختمِ غوثیہ کی ایک تقریب میں بھی شامل ہوئے۔

۱۱۔ مدینہ طیبہ میں مدیر نعت اور ان کے بعض ساتھیوں کی محترم ثناء اللہ مدنی، ڈاکٹر محمد عاشق مدنی، محمد نور مدنی، میاں بشیر احمد سومرو، محمد نواز مدنی، محمد امین ڈار، محمد اسلم مدنی، سید فضل الرحمان (ابن سید عبدالعزیز شرقی) اور غلام احمد قادری نے دعوتیں کیں۔

۱۲۔ قریہ محبت مدینۃ النبی ﷺ میں ڈاکٹر جمال دین مدنی، ملک محمد خان مدنی، سید مسکین شاہ، محمد احمد مدنی، حبیب اللہ بھٹی، اصغر سلطانی، شکیل نظامی، اصغر چشتی، عبدالمجید خان مدنی، سعید احمد اور دیگر اہلِ محبت سے ملاقاتیں رہیں۔

۱۳۔ دعوتِ عمرہ کا یہ گروپ (نمبر ۱۷) ۳۰۔ اکتوبر کو مدینہ طیبہ سے واپسی کے لیے چلا اور ۳۱۔ اکتوبر کی صبح کو لاہور پہنچا۔ آیندہ گروپ شعبان المعظم کے آخری دنوں میں یا رمضان المبارک کے اوائل میں غلام محمد مدنی کی قیادت میں عازمِ سفر ہوگا، ان شاء اللہ۔

۱۴۔ محققِ عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کا سالانہ ختم ۵۔ نومبر (اتوار) کو شادباغ میں ہوا۔ قرآن خوانی ہوئی، درود پاک پڑھا گیا۔ حکیم سید امین الدین احمد، اصغر علی چشتی اور شہزاد مجددی نے حکیم صاحب کی یاد میں عقیدت کے پھول پیش کیے۔ محمد ثناء اللہ بٹ نے نعت پڑھی۔

۱۵۔ ۹ نومبر کو ایوان درود وسلام کے زیراہتمام ۱۲۶واں ''حلقہ درود پاک'' قائم کیا گیا جس میں درود خوانی کے بعد محمد ثناء اللہ بٹ اور محمد ارشد قادری نے نعت خوانی کی۔ ننھے عثمان جمیل نے قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار اور ان کے تراجم سنائے۔ مولانا الطاف حسین نیازی نے دُعا کرائی۔ ناظم حلقہ حسب معمول مدیر نعت تھے۔

۱۶۔ ۱۴ نومبر کو ریڈیو پاکستان کی پندرہ روزہ محفلِ میلاد ریکارڈ کی گئی جس میں مدیر نعت نے اسوہ حسنہ کے موضوع پر تقریر کی۔ قاری لعل محمد باروی نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اصغر علی نقشبندی، شمس قصوری اور محمد دین چشتی نے نعتیں پڑھیں۔ یہ محفل میلاد ۱۶ نومبر کو نشر ہوئی۔

۱۷۔ سید اویس علی سہروردی، مختار احمد منہاس، غلام مصطفیٰ بٹ، ظہور الدین خان اور مدیر نعت نے ''مجلس حکیم محمد موسیٰ امرتسری'' قائم کی۔ سید اویس علی سہروردی کو کنونیز (منتظم) مقرر کیا گیا۔ طے پایا کہ ۱۹ نومبر (اتوار) کو ''یوم حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ'' منایا جائے۔ مدیر نعت زیارت حرمین شریفین سے واپس آئے تو انتظامات کے سلسلے میں مجلس کے دفتر واقع ۳۵۔ رائل پارک لاہور میں کئی اجلاس ہوئے۔

۱۸۔ ۱۹ نومبر (اتوار) کو ''مجلسِ حکیم محمد موسیٰ امرتسری'' کے زیراہتمام ''یوم حکیم محمد موسیٰ امرتسری'' بنایا گیا۔ اجلاس کی صدارت ابوالطاہر فدا حسین فدا (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''مہرو ماہ''، لاہور) نے کی۔ حکیم سید امین الدین احمد اور حکیم محمد حامد نور مہمانانِ خصوصی تھے۔ نظامت مختار احمد منہاس (مدیر ''حسن عمل''، لاہور) کے سپرد تھی۔

سید محمد نوید قمر نے تلاوت کلام مجید کی۔ محمد ثناء اللہ بٹ نے مولانا احمد رضا خاں

بوی کی نعت پڑھی۔ ممتاز نعت گو محمد حنیف نازش قادری (کاموںکے) نے حکیم صاحب کی منقبت پیش کی۔ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ایرانی تشریف نہ لا سکے اور اپنی فارسی منقبت بھجوادی جو پروفیسر جعفر وڑائچ نے پڑھی اور اس کا ترجمہ بھی کیا۔

محمد شہزاد مجددی، محمد عالم مختار حق، سید جمیل احمد رضوی، سید سبط الحسن ضیغم، حکیم محمد حامد نور، پروفیسر محمد صدیق اکبر، ڈاکٹر انجم رحمانی، ڈاکٹر وحید عشرت اور پروفیسر محمد اقبال مجددی نے حکیم صاحب کی شخصیت، ان کے علم و دانش، ان کی تحقیق، ان کی محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی علم پروری اور قلمکار دوستی پر اظہار خیال کیا۔ مجلس حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے کنوینر سید اویس علی سہروردی نے بڑے موثر انداز میں مجلس کا تعارف کرایا اور آئندہ کے مثبت عزائم کا اعلان کیا۔ مدیر نعت نے اختتامی تقریر کی جس میں بتایا کہ حکیم صاحب علیہ الرحمہ کو سارے سلاسل کے بزرگوں نے اجازت دے رکھی تھی لیکن انھوں نے کسی کو مرید نہیں کیا۔ مدیر نعت نے یہ بھی کہا کہ مرید اور اولاد وہ ہے جو اپنے نیک والدین کے رستے کی راہی ہو۔ جن لوگوں نے مرکزی مجلس رضا کو قتل کیا اور حکیم صاحب کو بے انتہا دکھ پہنچائے، انھیں یا ان بد بختوں کو جو توہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہوئے، اور اس پر ڈٹے ہوئے ہیں، حکیم صاحب کے قل اور چہلم کی مجلسوں پر سٹیج پر لانے اور ان سے تقریریں کروانے والے حکیم صاحب کے عقیدت مند یا جانشین نہیں ہو سکتے۔ انھوں نے کہا کہ حکیم صاحب مداہنت اور منافقت کے سخت دشمن تھے اور حق شناسی اور حق گوئی ان کا طرہ امتیاز تھا، ان شاء اللہ مجلس انھی کی راہ اپنائے گی اور تحقیق و تفحص کے ان راستوں پر چلنے کی سعی کرے گی جس پر مرحوم تمام عمر گامزن رہے۔ اجلاس کے آخر میں محمد ثناء اللہ بٹ نے سلام پڑھایا اور حکیم سید امین الدین احمد نے دُعا کرائی۔ اجلاس کے بعد حکیم صاحب کے مزار پر حاضری دی گئی۔

onthly "NAAT" Lahore (CPL 106)
مدنی گرافکس
5 فرسٹ فلور حسن چیمبر عقب مزار قطب الدین ایبک نیوانارکلی لاہور
7230001
Mobile: 0303-7566457